شرعی استفتاء

نصیر الدین نصیر وہابی ہے؟

قابلِ اعتراض تصانیف پر
شرعی گرفت

۳۶ سوالات کے جوابات اور
عقیدے کی وضاحت کا مطالبہ

مفتیِ اعظم پاکستان
صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان
نعیمی قادری



نعیمی کتب خانہ

بشکریہ: مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

شرعی استفتاء

نصیر الدین نصیر

وہابی ہے

۳۶ سوالات کے جوابات دو

ناشر: نعیمی کتب خانہ لاہور فون: 042-7248927

نام کتاب	نصیر الدین نصیر وہابی ہے
مصنف	مفتی اعظم صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمیؒ
پبلشرز	نعیمی کتب خانہ لاہور
سال اشاعت	اکتوبر ۲۰۰۷ء
پریس	اصغر پریس لاہور

ملنے کے پتے

نعیمی کتب خانہ گجرات
نعیمی کتب خانہ لاہور

ضیاء القران لاہور

شرعی استفتاء

نصیر الدین نصیر وہابی ہے

۳۶ سوالات کے جوابات دو!!

نگفتہ ندارد کسے با تو کار — ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار!

قابل اعتراض تصانیف پر شرعی گرفت کے بعد ۳۶ سوالات

کے جوابات شائع کر کے عقیدے کی وضاحت کا مطالبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوالات منجانب:

مفسر قرآن شیخ الحدیث مفتی اسلام حضرت علامہ اقتدار احمد خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ وحِزۡبِہٖ اجمعین

اما بعد! یہ استفتاء استاذی محترم حضرت قبلہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ کی خدمت میں ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو ملتان سے ارسال کیا گیا جس کے بعد ۱۰ دسمبر ۲۰۰۳ء کو صاحبزادہ نصیر الدین صاحب کی خدمت میں منصب افتاء کے قواعد وضوابط کے تحت حصول وضاحت کی خاطر استفتاء مع ۳۶ سوالات گولڑہ شریف کے پتے پر روانہ کیا گیا جس کی وصولیابی کی رسید پوسٹ آفس نے فراہم کی۔

جواب نہ آنے کی وجہ سے دوسرا مکتوب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ مئی ۲۰۰۴ء کو پھر ارسال کیا جس کی وصولیابی کی تصدیق پوسٹ آفس نے کی۔ جولائی ۲۰۰۴ء میں فقیر نے صاحبزادہ نصیر الدین صاحب کی برطانیہ آمد کے موقع پر ان کے موبائل فون پر ان سے رابطہ کیا جس میں صاحبزادہ صاحب نے مفتی صاحب کے دونوں مکتوب کے وصول نہ ہونے کو واضح کیا جس کے ردعمل میں فقیر نے ان سے برطانیہ میں قیام کا پتہ مانگا تاکہ دستی ان تک یہ پہنچایا جائے لیکن پیر صاحب نے کہا کہ میں علاج کی خاطر آیا ہوں اور وقت نہیں۔ جب ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا آپ بریڈفورڈ تشریف لائیں گے تو جواب دیا کہ ابھی معلوم نہیں کب پروگرام ہوگا۔ پیر صاحب سے جب پوچھا گیا کہ آپ تک یہ استفتاء پہنچانے کا کیا ذریعہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ قاضی عبدالعزیز چشتی صاحب کو لوٹن ارسال کر دو تو مجھے مل جائے گا۔ ایک کاپی حسب فرمائش قاضی صاحب کے پتے پر ارسال کی گئی۔

جواب کا انتظار کرتے کرتے ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ کی شب ۱۰:۳۰ بجے (۴-۱۱-۲۰۰۴) حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخرت کا آغاز فرمایا۔ ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ کو ایک ہفتہ قبل فقیر کو فرمایا کہ میری زندگی کی اب آخری بیماری ہے، دعا کرو اللہ تعالیٰ میری خدمات قبول فرمائے اور خاتمہ بالایمان فرمائے۔ ہسپتال میں بھی ایمان پر خاتمہ کی دعا کرتے رہے اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور غوث اعظم کے قاصدوں کا ذکر کیا کہ انہوں نے تیاری کے لئے کہا۔ اور پھر خالق حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حق گو اور بے باک طبیعت کے حامل تھے لیکن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے سفیر تھے اور خلوص کے ساتھ سادگی

سے تدریس تفسیر وفتاوٰی نویسی کا کام سرانجام دیتے رہے۔ آپ بلاشبہ اسلاف کی حقیقی یادگار تھے۔ یہ آپ کی وسیع الظرفی تھی کہ پیر صاحب کو جواب کا اتنا وقت دیا لیکن نہ جواب آیا اور نہ فتوی مکمل ہو سکا۔ حضرت مفتی صاحب کی حیات ظاہری میں ہی یہ استفتاء تقسیم ہو چکا تھا لیکن قلمی نسخہ ہونے کی بنا پر آسانی سے پڑھا نہیں جاتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کا حکم تھا کہ اس کو ٹائپ کر کے شائع کیا جائے تو ارشاد کی تکمیل کرتے ہوئے اس لئے شائع کیا جا رہا ہے تا کہ پیر نصیر الدین صاحب ان ۳۶ سوالات کا جواب شائع کر کے اہل سنت کو مطمئن کریں گے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بصورت دیگر دنیائے اہل سنت ان کو دیوبندی سمجھ کر ان کے حلقے میں شامل ہونے سے احتیاط کرے گی جن کی وہ تقریر وتحریر میں وکالت کرتے ہیں۔ صفحہ اول کا ٹائٹل قبلہ مفتی صاحب نے خود متعین فرمایا:

تلمیذ مفتی اعظم

صاحبزادہ ڈاکٹر جہانگیر اختر رضا نعیمی مجددی

بریڈفورڈ، برطانیہ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ چمنستان گولڑہ شریف میں ایک کیکر کا درخت نصیر الدین نصیر کی صورت میں پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے سب اہل سنت کے دل کو زخمایا اور ایمان کے ہر پھول کو مرجھایا ہے۔ یہاں تک کہ خود اپنے اکابر کے مذہبی قدم پر شکوک وشبہات کا کلہاڑا چلایا اور پیر مہر علی شاہ سے خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑاں تک کو وہابی ٹھہرایا۔ چند دن پیشتر ہمارے قریبی ادارے کی دیوبند مسجد سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ مبارک ہو آپ کا ایک پیرزادہ ہمارے دیوبندی گروپ میں شامل ہو گیا ہے اور ایک کتاب بنام لطمۃ الغیب ہمیں دی پھر دوسرے دن نصیر الدین کی ایک اور کتاب بنام اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت اسی وہابی دیوبندی شخص نے اپنی مسجد کے امام سے لے کر ہمیں پہنچائی۔ یہ مسجد ہمارے قریب ہی اندرون بوہڑ گیٹ ملتان میں ہے۔ اور وہ شخص کہنے لگا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ لوگ بھی ہمارے عقیدے دیوبندیت پر آ جائیں۔ اس پیرزادے کے دیوبندی بن جانے سے ہم سب کو بڑی خوشی ہے۔ وہ شخص تو یہ بات کر کے خوشی خوشی چلا گیا مگر ہم لوگ بہت غمزدہ بھی ہوئے اور حیران بھی۔ میں نے وہ دونوں کتابیں اپنے چند خطیب علماء اہل سنت ساتھیوں کو دکھائیں اور ہم سب نے باری باری وہ کتابیں پڑھیں۔ جس سے ہم نے تو اندازہ لگا لیا کہ نصیر الدین نصیر تو بدترین وہابیوں میں سے ہی ہے یا پھر زرخرید وہابیوں کا چمچہ ہے۔ مگر حیرانی یہ ہے کہ اس کتاب لطمۃ الغیب میں لکھا ہے کہ پیر مہر علی شاہ بھی وہابی مسلک کے تھے کیونکہ احمد علی سہارنپوری بڑا پکا اور گستاخ ترین وہابی دیوبندی تھا۔ اور پیر مہر علی صاحب اس کے شاگرد تھے اور جو وہابیوں کا شاگرد ہو گو ہو وہ بھی پکا وہابی ہی ہوتا ہے۔ ہم لوگ پیر مہر علی شاہ صاحب کو ماننے والے ہیں صرف

اس لئے کہ وہ چراغ اہل سنت تھے۔ مگر اب نصیر الدین کی یہ کتابیں پڑھ کر ہمارے دلوں سے پیر صاحب کی عقیدت ختم ہوگئی۔ اگر وہ بقول نصیر وہابی ہوں اور وہابیوں کی شاگردی اور تعریف و تعظیم کریں تو ہمارے کیا لگتے ہیں اور ہم کیوں ان کی عزت کریں۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ پیر مہر علی شاہ ابن تیمیہ کی بڑی عزت کرتے تھے اس کو مغفرت کی دعا دیتے تھے اور لکھا ہے کہ سنی وہابی اختلاف کو فروعی اختلاف کہتے تھے۔ اس کتاب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ نصیر الدین گولڑوی آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدترین دشمن ہے۔ کہیں لکھتا ہے کہ نبی کریم سے محبت کرنا ضروری نہیں بس اللہ سے محبت کرو۔ کہیں لکھتا ہے کہ نبی کریم سے نہ استعانت کرو نہ استمداد۔ آپ کچھ نہیں دے سکتے۔ وہ تو خود مانگتے ہیں اور جگہ جگہ یہ مصرعہ لکھا ہے۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے؟ یعنی نبی کریم بھی مانگنے والے ہیں دے کچھ نہیں سکتے۔ اس خبیث کتاب میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی گستاخیاں کی گئی ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ اس کو آگ لگا دوں۔ ہاں البتہ اسی کتاب میں حضور غوث پاک کی عطا اور درجے مرتبے کی بہت تعریف و ثنا کی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے اولاد مانگی۔ آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں اولاد نہ لکھی تھی تو آپ نے اپنا ایک صلبی بیٹا اس شخص کی صلب میں پہنچا دیا، منتقل کر دیا۔ یہ مصنف مغرور بھی بہت ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی امام اہل سنت جن کو عرب و عجم نے اعلیٰ حضرت کہا، امام اہل سنت مانا، مجدد تسلیم کیا، مگر اس مصنف کے بھونڈے قلم نے کہیں اعلیٰ حضرت یا امام اہل سنت نہیں لکھا بلکہ کہیں لکھتا ہے فاضل بریلوی کہیں لکھتا ہے صرف مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ یہی طریقہ پکے وہابیوں کا ہے۔ لیکن اپنے پردادا کو بڑے بڑے القاب دیتا ہے۔ حضرت اعلیٰ، مجدد وقت، اعلیٰ حضرت، اسی کو کہتے ہیں۔ پدرم سلطان

بو داور آباء پرستی۔ اسی کتاب میں اپنے ہی اشعار کو شریعت کے دلائل سمجھا گیا ہے یا پھر دوسرے عوام شعراء کے اشعار سے اپنے دین کا سہارا پکڑا ہے۔ نہ قرآن مجید سے کوئی دلیل نہ حدیث مقدس سے۔ غرضکہ اس کے دین کی بنیاد شعر و شاعری پر ہے کہ فلاں مسئلے کی دلیل میرا فلاں شعر ہے اور فلاں عقیدے کی دلیل فلاں شاعر کا شعر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ پوری کتاب میں کہیں بھی محمد رسول اللہ نہیں لکھا اور دلیل میں بلھے شاہ مجذوب کے اشعار لکھتا ہے۔ جس کا مفہوم ہے مجھے صرف لا الٰہ الا اللہ کافی ہے۔

ہماری ایک میٹنگ کے دوران ایک خطیب عالم نے فرمایا کہ آپ لوگ اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت نہ لکھنے کا افسوس کر رہے ہو۔ یہ بدنصیب مصنف تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آقا اور سیدنا نہیں لکھتا بلکہ عامیانہ لفظ رسالت مآب، آنحضرت، آنجناب ہی لکھتا ہے۔

حالانکہ یہ لفظ بھی وہابی ایجاد اور وہابیوں کی مثل اکثر جگہ اسم اقدس کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتے۔ صرف (ص) کا نشان ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اپنے بزرگوں کے نام کے ساتھ بڑے القاب اور رضی اللہ اور رحمۃ اللہ کے پورے جملے بڑے اہتمام اور احترام سے لکھتے ہیں۔ غوث پاک کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب اعانت و استعانت کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے کہ بعض اولیاء ایسے ہیں جن کے احوال سے انبیاء و مرسلین بھی بے خبر ہیں یہ مقام غوث اعظم ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ اولیاء عاشق ذات ہیں اور اے غوث اعظم تم ان ہی اولیاء میں سے ہو۔ نعوذ باللہ، لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ یعنی غوث اعظم کا ادب اللہ بھی کرتا ہے۔

فرمایا جائے کہ ایسا بے ادب گمراہ بے علم مصنف اہل سنت ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ جس کے کرم سے امام احمد رضا اہل سنت کو مل گئے جنہوں نے اپنے تجدیدی کارناموں علمی مہارت اور خداداد روشن ضمیری سے مسلمانوں کو وہابیت کی

گندگی سے بچالیا ورنہ ان گولڑویوں چشتیوں نے تو ہم سب کو وہابی بنا دیا تھا۔
نصیر الدین کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پیر مہر علی شاہ صاحب کی اندھی عقیدت میں ان کی سب جائز و ناجائز مانتے چلے جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم اگر پیر مہر علی شاہ صاحب اور غلام فرید صاحب کو مانتے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ خود بھی تاعمر آقاء کائنات حضور اقدس تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گدا بن کر اسی در سے مانگتے رہے اور سب کو اسی دروازہ الٰہی پر پہنچانے والے تھے۔ ہم نے آج تک یہی سمجھا لیکن اگر بقول نصیر الدین یہ بات غلط ہے تو پیر مہر علی شاہ اپنے گھر بیٹھیں۔ ہمارے کیا لگتے ہیں اور ہم خواجہ غلام فرید کو کیا سمجھتے ہیں۔ کیوں ان کو مانیں۔ ہم تو مجدد بریلوی بلکہ غوث اعظم کو بھی صرف اس لئے مانتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں پہنچایا اور اس بارگاہ اقدس کا منگتا بنایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نصیر الدین کی پیدائش شیطان کی ایک نئی کروٹ ہے۔ اور تَؤُزُّهُمْ أَزًّا (مریم: ۸۳) کا مظاہرہ ہے۔ اپنی ان دو کتابوں میں نصیر الدین نے اتنے پینترے بدلے ہیں کہ قادیانیوں کو بھی مات کر دیا۔ مثلاً اپنی کتاب لطمۃ الغیب کے صفحہ ۲۲ پر خواجہ غلام فرید کا ایک ملفوظ لکھتا ہے۔ جس میں غلام فرید نے وہابیوں کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بے شک غیر خدا سے مدد مانگنا شرک ہے اور جب علماء اہل سنت نے قرآن و حدیث سے مانگنے کا ثبوت دے دیا تو کہتا ہے مراد یہ ہے کہ فوت شدہ سے مانگنا شرک ہے۔ زندوں سے مانگنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔ جب علماء نے فوت شدہ بزرگوں سے مانگنے کا ثبوت دے دیا تو کہتا ہے میری مراد دور سے مانگنا شرک ہے قریب سے جائز ہے۔ جب علماء نے دور کا بھی ثبوت دے دیا تو کہتا ہے میری مراد مافوق الاسباب مانگنا شرک ہے۔ ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جب علماء نے مافوق الاسباب مانگنے کا بھی ثبوت دے دیا تو

کہتا ہے میری مراد روحانی چیزیں مانگنا شرک ہے۔ دینی دنیوی چیزیں مانگنا جائز ہے۔ حالانکہ غلام فرید کی تحریری ملفوظ میں یہ کوئی قید و شرط نہیں۔ مطلقاً ہر چیز مانگنے کو شرک لکھا ہے۔ دور سے بھی نزدیک سے بھی، مردوں سے بھی زندوں سے بھی، دنیوی بھی روحانی بھی مافوق بھی ماتحت بھی، نیز نصیر الدین کا یہ عقیدہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے شرک ہے مگر غوث پاک سے ہر وقت ہر قسم کی استعانت جائز ہے۔ غوث پاک ہر طرح کی مدد کر سکتے ہیں لیکن انبیاء نہیں کر سکتے۔ غوث پاک کی اعانت کے کئی جگہ ثبوت بھی لکھے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو غوث پاک سے بھی شرک ہونا چاہیے۔ وہ بھی غیر اللہ ہیں اور پھر محی الدین و معین الدین نام رکھنا بھی شرک ہوا۔ اور پھر مغرب میں بیٹھ کر مشرق میں مرید کی اعانت فرمانا، مرید کا ستر ڈھانکنا یہ کیسے ہو سکتا ہے گویا کہ نصیر شاہ اور غلام فرید کے عقیدے میں غوث پاک سب کچھ دے سکتے ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ نہیں دے سکتے نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ اگر نبی کریم علیہ السلام سے کوئی مانگے تو کہتا ہے: کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والے سے؟ کیا اب بھی کسی کو نصیر الدین گولڑوی کی وہابیت میں شک ہے؟ ہم نے یہ دونوں کتابیں ملتان کچہری دوڑ کے ایک عالم علامہ نقشبندی صاحب کو دکھائیں۔ انہوں نے چھوٹی کتاب اعانت والی اسی وقت سرسری پڑھ کر فرمایا کہ یہ شخص کچھ کتابیں تو پڑھا ہوا ہے مگر اس کی عقل ڈگ ہے۔ ہم نے پوچھا ڈگ عقل کیا ہوتی ہے؟ تو فرمانے لگے کہ ملتانی میں ڈگ عقل اس کو کہتے ہیں جس کو فارسی میں خردماغ، اردو میں کوڑھ مغز، پنجابی میں موٹی عقل کہتے ہیں۔ یہ مصنف اتنا کوڑھ مغز ہے کہ دیکھو صفحہ ۴۹ پر کسی بزرگ کی دلیل استعانت وَادْعُوا شُھَدَآئَکُمْ سے استعانت کا جواز ثابت ہونا لکھ کر کہتا ہے میں یہ دلیل پڑھ کر حیران رہ گیا۔ اس لئے حیران ہوا کہ خود خردماغ کوڑھ مغز ہے۔

ورنہ یہ دلیل اتنی آسان ہے کہ عام طالب علم بھی اس دلیل کو تسلیم کر لیتا ہے۔ وَادْعُوا کی آیت میں تعاون لینے کی اجازت دے رہا ہے۔ اسی کو شریعت میں جائز کہتے ہیں مگر اتنی آسان بات بھی اس کو سمجھ نہیں آئی اور شیطانیت کے جنگل میں حیران ہوا پھرتا ہے۔ اگر استعانت غیر اللہ شرک ہوتی تو کیا اللہ تعالیٰ کفار کو شرک کرنے کی اجازت عام دے رہا ہے اور پھر اگلے صفحات پر خود بھی مان رہا ہے کہ دنیوی اعانت کفار سے مانگنا جائز ہے شرک نہیں ہے تو پھر وَادْعُوا شُهَدَآئَكُم میں مانتے ہوئے اسے کیا مار ہے کہ اس میں اعانت کا جواز نہیں مانتا۔ اسی بات سے اس مصنف کی کوڑھ مغزی وخرد دماغی ثابت ہو رہی ہے۔ ہم نے علامہ نقشبندی صاحب سے عرض کیا کہ آپ اچھی طرح اس کی یہ دونوں کتابیں پڑھ کر بتائیں کہ ہم اس کو کیا سمجھیں اور لوگوں کو اس شخص نصیر الدین کے متعلق کیا سمجھائیں۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے کہ وہابیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتا ہے بلکہ اگر کسی علاقے میں قریب قریب جگہ سنی اور وہابیوں کی دو مسجدیں ہوں تو وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے۔ حالانکہ وہابی لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت کرتے ہیں۔ وہی وہابی پیر مہر علی شاہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ عجیب منافقت ہے کہ نصیر الدین نذر و نیاز چڑھاوے کھاتا سنیوں کے ہے اور گیت وہابیوں کے گاتا ہے۔ مہر علی شاہ صاحب سے اب تک یہ تو پلے بڑھے ہی نذرانے چڑھاوے کھا کر ہیں۔ کیا ان کی ملیں چل رہی ہیں۔ ابھی بھی اس آستانے سے چمٹا ہوا ہے جہاں مریدین استعانت واستمداد کرنے ہی آتے نیازیں لاتے ہیں۔ اور یہ نصیر استعانت کو شرک کہہ رہا ہے تو کیا مشرکوں سے شرک کے نذرانے چڑھاوے لینا اور کھانے جائز ہیں؟ اسے چاہیے کہ آستانے سے ہٹ کر لکڑیاں چیرا کرے یا پتھر کوٹا کرے۔ اس کی تو رگ رگ میں شرکیہ نذرانے بھرے پڑے ہیں اور شرکیہ غذاؤں کا

خون ہے۔ ہماری ایک اسی قسم کی میٹنگ میں ہمارے ایک دوست بدرالدین صاحب نے کہا کہ میرے پردادا صاحب پیر صاحب پیر مہر علی شاہ صاحب کے مرید تھے۔ ہم بھی ان کے بہت عقیدت مند تھے لیکن اب یہ نصیرالدین کی کتاب پڑھ کر مجھے پیر مہر علی شاہ سے عقیدت ختم ہوگئی اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے پردادا صاحب نے غلط جگہ بیعت کی تھی۔ تین چار دن بعد علامہ نقشبندی صاحب محترم سے ہم ملے اور کتابوں کے بارے میں پوچھا تو علامہ قبلہ نقشبندی صاحب فرمانے لگے کہ ان کتابوں کی سطر سطر سے وہابیت کی بدبو آرہی ہے۔ لیکن پہلے وہابیت کی پہچان سمجھو کہ وہابیت کیا ہے۔ یاد رکھو اور سب کو بتاؤ کہ (۱) ابلیس کی عداوت (۲) ابوجہل کی جہالت (۳) دیگر شیاطین کی خباثت۔ اس مجموعے کا نام وہابیت ہے اور نصیرالدین صاحب کی ان دو کتابوں میں بھی ان ہی چیزوں کی بھرمار ہے۔ دوسری بات قبلہ علامہ محترم نے ہمیں یہ بتائی کہ تقریباً آٹھ الفاظ خالصتاً وہابیوں کی ایجاد ہیں: (۱) توحید کا لفظ (۲) موحد کا لقب (۳) مافوق الاسباب کی اصطلاح (۴) ماتحت الاسباب کا رواج (۵) درود شریف کی جگہ ص۔ صلے۔ صلعم لکھنا (۶) اللہ تعالیٰ کو آقا اور صاحب کہنا (۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنحضرت کہنا (۸) ہر ادب اور تعظیم کو شرک و بدعت کہنا بلکہ شرک شرک بدعت بدعت کی رٹ لگانا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ صوفیاء کی کتابوں میں بھی قرآنی لقب مومن مومنین ایمان کا لفظ مٹا کر توحید و موحد کے الفاظ گھسیڑ نے بھی وہابیوں کی ویسی ہی بناوٹی تحریف وملاوٹ اور تخریب کاری ہے جیسے یہود و نصاریٰ نے سابقہ کتب الٰہیہ اور کلام اللہ میں ملاوٹیں کیں۔ جب رب تعالیٰ کا کلام بدبختوں کی ملاوٹوں سے نہ بچا تو کتب صوفیاء کو ملاوٹ وہابیان سے پاک و درست کیسے مان لیں۔ یہ ایجادی الفاظ نہ قرآن مجید میں ہیں نہ حدیث پاک میں نہ زمانہ صحابہ میں نہ اہل سنت کے اکابر

متقدمین میں نہ متاخرین میں نہ کتب فقہ میں۔ یہ ایجادی لفظ نصیر صاحب کی ان دونوں کتابوں میں بھی ہیں جس سے صاف ظاہر ہے نصیر بھی پکے وہابی ہیں۔ لیکن ان واضح نشانات کے باوجود نصیر صاحب کا یہ کہنا کہ میں وہابی نہیں ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ وہابی اتنا منحوس لفظ ہے کہ خود وہابی بھی کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مشہور وہابی مولوی صاحب کو کسی مخلوط میٹنگ میں سٹیج سیکرٹری صاحب نے تعارف کراتے ہوئے وہابی کہہ دیا تھا تو سخت ناراض ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ مجھے گالی دے لو مگر وہابی مت کہو۔ پھر علامہ نقشبندی صاحب فرمانے لگے کہ یہ مصنف نصیر الدین نصیر بھی عجیب مولوی ہے کہ اگر اپنے مطلب کی بات ہو تو مثنوی رومی کو بھی قرآن پہلوی کہہ دیتا ہے اور جاہل گمراہ شخص کو بھی دور حاضر کا مشہور محقق کا لقب دے ڈالتا ہے اور اگر کسی اصل محقق متبحر عالم وفقیہ کی بات ہزار دلیلوں والی مطلب کے خلاف لگے تو دلائل کا بھی منکر اور توڑ موڑ کی تاویلیں کرلیں یا کہہ دیا کہ ہمیں جامی و رومی کے اشعار سے دلیلیں مت سناؤ۔ اسی کو ابن الوقتی اور مطلب پرستی کہتے ہیں۔ علامہ صاحب نے مزید فرمایا کہ ایسی کمزور اور بچگانہ کتابیں آج تک میری نظر سے نہیں گزریں ان کا کمر توڑ جواب تو ایک عام مبتدی طالب علم بھی دے سکتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمیں ان کے جواب کی ضرورت نہیں وہ تو ہمیں معلوم ہے۔ اور اعلیٰ حضرت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہی ان دونوں کتابوں کا منہ توڑ جواب کافی۔ جس کے سامنے تا قیامت بڑے بڑے وہابی ٹھنڈے پڑے ہوئے ہیں: گویا ان کے منہ میں زبان نہیں۔ نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں۔ اعلیٰ حضرت کا وہ شعر اس طرح ہے:

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

چند دن پیشتر ہمارے ایک ساتھی نے عجیب بات فرمائی۔ کہنے لگے کہ۔ ابلیس کہتا ہے میں موحد ہوں۔ وہابی کہتا ہے میں موحد ہوں۔ آریہ ہندو کہتا ہے میں موحد ہوں۔ مگر ہم کہتے ہیں یہ سب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ توحید تو یہ ہے کہ: خدا حشر میں کہہ دے☆ یہ بندہ بھی دنیا سے خفا میرے لئے تھا۔ لیکن یہ توحید کیسی ہے کہ ہر کام شریعت کے خلاف ہے اور بنتے ہیں موحد۔ (۱) مونچھیں شرعی حد سے زیادہ بڑھی ہوئیں (۲) داڑھی شرعی حد سے کم چھوٹی سی (۳) شریعت میں فوٹو تصویر بنانا بنوانا حرام اشد عذاب کی سخت وعید مگر نصیر صاحب دھڑا دھڑ کھنچواتے، گھروں میں ٹنگواتے، کتابوں میں ہجواتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا خوف وشرم تو درکنار احترام ہی نہیں ہے۔ لیکن کم ازکم اللہ تعالیٰ کا خوف تو چاہیے اوران حرام کاموں سے باز رہیں یا خوف خدا بھی ختم ہوگیا (۴) اپنی شاعری اور اپنی تصنیفات کو اپنی تخلیقات کہتے ہیں گویا کہ خود خالق بن کر خالق تعالیٰ کا شریک بن رہے ہیں (۵) ہم میں سے اکثر نے دیکھا ہے کہ گولڑہ شریف کی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھتے۔ گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور مسجد میں ایک معمولی شخص امام بنادیا گیا ہے۔ کوئی صاحبزادہ پیرزادہ شریک جماعت نہیں ہوتا۔ نہ کبھی نصیر صاحب کو شریک جماعت دیکھا۔ کیا یہ فاسقیت نہیں؟ (۶) بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ڈاکٹروں حکیموں کے پاس المدد یا حکیم و ڈاکٹر صاحب (۷) اگر مقدمہ بن جائے یا کوئی مصیبت پڑ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور تھانوں، عدالتوں، حاکموں سے استعانت لی جاتی ہے۔ یہ کیسی توحید ہے کہ اپنی بگڑے تو حکیموں حاکموں سے کرے فریاد و استمداد☆ یا رسول اللہ کی فریاد سے بگڑتی ہے طبیعت وتوحید تیری (۸) چندوں نذرانوں کی حاجت پڑے تو بھی خدا کو بھول کر چھوڑ کر امیروں، وڈیروں، ٹوانوں سے فریاد کی جاتی ہے۔ یا امیر المددد۔ یہاں تک سنا ہے کہ اگر

الدین کا کیا اعتبار۔ وہ تو ہندوؤں میں ہندو ہے، سکھوں میں سکھ، وہابیوں میں وہابی، شیعوں میں شیعہ ہے۔ اور اس ہرجائی ہونے پر انہیں فخر ہے۔ جیسا کہ ان کی ہی کتاب کے ایک صفحہ پر خود ان کی تحریر سے ظاہر ہو رہا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) ہم نے ان کی شاعری اردو کلام بھی پڑا ہے۔ کچھ خاص معیاری نہیں ہے۔ ان کی کتاب اعانت واستعانت کے آخری صفحہ پر لکھا ہے: فقیر کوئے معطی حقیقی۔ اس عبارت میں ہمیں تین علمی غلطیاں نظر آئیں (۱) معطی حقیقی سے غالباً اللہ تعالیٰ مراد لیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ مصنف کسی کو معطی مجازی بھی مانتا ہے اور یہ کہ معطی مجازی بھی سب کچھ دے سکتا ہے۔ علم اصول کے مطابق مجازی چیز حقیقی کی محتاج نہیں ہوتی کیونکہ کوئی مجاز کسی حقیقت کا محتاج نہیں (۲) اللہ تعالیٰ کے لئے کوچے گلی ثابت کی ہے (۳) یہ دونوں باتیں قرآن وحدیث میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے گلی اور معطی کی یہ تقسیم قرآن وحدیث سے ثابت کی جائے اور بتایا جائے کہ کائنات ارض وسما میں دو معطی ہیں۔ اصل شرعی تقسیم یہ ہے (۱) معطی ذاتی (۲) معطی عطائی۔ اسی کو قاسم نعمت کہا جاتا ہے۔ نصیر صاحب کی یہ دونوں باتیں بناوٹی ہیں۔ ان کی ان دو کتابوں میں بعض جگہ تو ایسے الٹے پلٹے جواب دیے ہیں کہ مصنف سخت گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مولوی آں باشد کہ چپ نہ شود۔ بات بنے نہ بنے بولنا ضرور ہے۔ ہم نے علامہ نقشبندی محترم سے عرض کیا کہ اگر آپ کو ان کتابوں کی سطر سطر سے وہابیت کی بدبو آرہی ہے تو آپ ہمیں نصیر الدین صاحب کے وہابی ہونے کا فتوی دیں تو فرمانے لگے کہ میں اس لئے فتوی نہیں دے سکتا کیونکہ میرے پاس نہ دار الافتا ہے نہ مہر ہے نہ میں نے کبھی فتوی لکھا نہ فتوی نویسی سیکھی نہ ہی نصاب فتوی پڑھا نہ امتحان دیا۔ پھر فرمانے لگے آپ لوگ بریلی شریف استفتا بھیجو وہی مرکز اہل سنت ہے۔ ایک اور

صاحب فرمانے لگے کہ آپ گجرات پاکستان بھی استفتاء بھیجو۔ وہاں کا فتوی بھی اہل سنت کے لئے مقبول ہے۔ اور بہت محققانہ فتوی جاری ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں کے سب علماء نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم ہی سب کے نمائندہ بن کر تفصیل سے سوالنامہ لکھو کہ اگر یہ کتابیں پڑھنے کی فرصت کسی کے پاس نہ بھی ہو تو سوالنامے سے ہی لب لباب معلوم ہو جائے۔ دونوں جگہ ایک ایک کاپی بھیجو۔ بریلی شریف بھی گجرات شریف بھی۔ حضور والا یہ استفتا بھی حاضر خدمت اور ساتھ ہی دونوں کتابیں بھی حاضر خدمت ہیں۔ ہمیں فتوی کی اتنی جدی نہیں ہے۔ بس تحقیقی اور مضبوط فتویٰ چاہیے۔ حسب سابق جو آپ کا طریقہ کار ہے اسی کے مطابق فتویٰ لکھیے۔ ہماری صرف یہ خواہش ہے کہ انتہائی مضبوط ومدلل ہونا چاہیے تاکہ ہم کھل کر تشہیر کرسکیں۔ ہمیں آپ کے قیمتی وقت کی قدر واحساس ہے مگر قوم کو اس آستانوی جال میں پھنسنے سے بچانا بھی اشد ضروری ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔ بینوا توجروا: المستفتی۔ سید نعیم الرحمٰن بریلوی قادری صدیقی عفی عنہ۔ اندرون بوہر گیٹ ملتان۔ خطیب نوری مسجد۔ مورخہ ۲۰۰۳-۱۰-۱۱

بنام پیرزادہ نصیر الدین نصیر صاحب (پہلا اطلاعی خط)

☆☆☆☆☆

محترم مکرم جناب صاحبزادہ صاحب آف گولڑہ شریف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے بارے میں ملتان سے براستہ دارالافتا مدرسہ غوثیہ نعیمیہ مجھے چند ماہ پیشتر ایک استفتا وصول ہوا۔ اور آپ کی تصنیف کردہ دو کتابیں بھی مجھے پہنچائی گئیں۔ ایک کتاب کا نام لطمۃ الغیب ہے اور دوسری کتاب اعانت واستانت کے مسئلے پر ہے۔ اس استفتا میں مجھ سے آپ کے بارے میں شرعی فتویٰ طلب کیا گیا ہے۔ فی زمانہ مدارس دینیہ کا ذمہ دار دارالافتا شرعی عدالت کے درجہ میں ہے اور مفتی اسلام اس شرعی

عدالت کے قاضی کی حیثیت سے متصور ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ کے باب آداب المفتی میں مذکور ہے۔ مفتی ءدارالافتا پر لازم ہے کہ مدعی مستفتی کے سوال استفتا سے مدعیٰ علیہ کو مکمل آگاہ کرے تاکہ مدعی علیہ کے بیانات اور وضاحتی جواب کی روشنی میں شرعی غیر جانبدارانہ فتویٰ نافذ کیا جائے۔ مجھے امید واثق ہے کہ آپ تسلی سے یہ استفتا اور میرا یہ اطلاعی خط پڑھ کر اپنا تحریری بیان عطا فرما کر فتویٰ لکھنے میں میری مدد فرمائیں گے تاکہ میرے فتوے سے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ اب چونکہ مدعی حضرات نے مجھ سے شرعی فتویٰ طلب کر لیا ہے اس لئے بفرمان حدیث مقدس شرعی علمی فتویٰ دینا مجھ پر واجب ہو گیا ہے۔ فتویٰ نہ دینے پر اور علم چھپانے پر وعید شدید کا خوف ہے۔ لہٰذا فاغنی بالجواب جزاک اللہ فی الدارین۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح دنیوی عدالت میں بلاوجہ آپ غیر حاضری پسند نہیں فرماتے، شرعی عدالت کا بھی احترام فرمائیں گے۔ تحریری حاضری بھی احترام عدالت ہے۔ اس تحریری اطلاعی خط کے وصول ہونے کے بعد ایک ماہ تک آپ کے جواب تحریری کا انشاء اللہ تعالیٰ انتظار کیا جائے گا۔ میں نے آپ کی دونوں کتابوں کا فی الحال سرسری مطالعہ کیا ہے۔ اس معلومات کے مطابق ذیل میں چند سوالات پیش کر رہا ہوں۔ مضبوط و مدلل جواب تحریر فرما کر تسلی و تشفی فرمائیں۔

(۱) آپ نے اپنی کتاب لطمۃ الغیب کے پہلے چند صفحات پر گستاخان غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گستاخیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آخر یہ گستاخ اور گستاخیوں کے جھاڑ جھنکاڑ پیدا کیوں ہوتے ہیں۔ شاید آپ نے کبھی غور نہیں فرمایا۔ لہٰذا ذہن نشین رکھیے کہ فطرت انسانی کا تقاضہ ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی بزرگ سے اندھی عقیدت اور حدود شریعت سے بڑھ کر کسی سے محبت جتائی تو ہمیشہ اس کے منفی اثرات ظاہر ہو کر گستاخ گروہ نے جنم لیا۔ چنانچہ جب شیعہ روافض نے مولیٰ

علی شیر خدا سے خلاف شریعت عقیدت کا اظہار کیا تو خارجیوں کا گستاخ فرقہ پیدا ہو گیا جس نے جی بھر کر مولیٰ علی کی گستاخیاں کیں اور لکھیں۔ اسی طرح جب غوث اعظم کی عقیدت میں ایک غوثیہ فرقہ پیدا ہوا جس نے خلاف شریعت اندھی عقیدت میں غوث اعظم کو انبیاء و مرسلین اور رسل ملائکہ سے بھی بلند درجہ دے دیا۔ کسی نے لکھا کہ شب معراج میں نبی کریم لامکان پر نہ چڑھ سکے تو غوث اعظم کی روح نے کندھا دے کر مدد کی اور اوپر چڑھایا (معاذ اللہ معاذ اللہ) کسی نے لکھا کہ:

نبیاں نوں جدا وڑک پوتھی، روح میراں دا پہتا
مشکل حل کرائی ہر دی قرب شہاں دا بہتا

(معاذ اللہ)

کوئی گمراہ اٹھتا ہے تو لکھ دیتا ہے کہ غوث اعظم نے عزرائیل علیہ السلام سے روحیں چھین لیں (معاذ اللہ) حالانکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ میں سے ہیں۔ ایک گمراہ شاعر نیاز بریلوی نے اپنی شاعری میں بطور کرامت بہت سی ایسی باتیں لکھ ڈالیں جو قطعاً خلاف شریعت ہیں۔ ایک صوفی صاحب نے اپنی کرامات غوث اعظم میں لکھا کہ غوث اعظم کا درجہ عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کیا قم باذن اللہ کہہ کر لیکن میرے پیر غوث اعظم نے مردے زندہ فرمائے قم باذنی تحریر فرما کر تحریری لہجہ بھی دیکھیے ادب و آداب میں کتنا فرق ہے۔ وہاں مردہ یہاں مردے۔ وہاں کہہ کر یہاں فرما کر اور قم باذنی کہنے سے تو رب تعالیٰ کی بھی گستاخی ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کو جوش آیا تو خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا (معاذ اللہ)

کوئی گستاخ نبوت اور غوث اعظم کی اندھی عقیدت والا اٹھتا ہے۔ قصیدہ روحی عربی بنا

ڈالتا ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ خود آقاء کائنات حضور اقدس ﷺ کی گستاخیوں کا ذخیرہ بھرا پڑا ہے۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ کی ان کتابوں میں بھی چند جگہ اسی فرقہ گمراہ کی چند باتیں تائیدی انداز میں نقل کردی گئی ہیں۔ مثلاً کتاب اعانت کے صفحے ۱۶ پر رسالہ غوث پاک میں سے ایک مقالہ الٰہیہ نقل کیا گیا ہے۔ جس میں غوث اعظم کی شان تمام انبیاء و مرسلین، ملائکہ، مقربین سے زیادہ ثابت کی گئی ہے اور انت منھم کہہ کر ثابت کیا ہے کہ غوث پاک کے درجہ اور مرتبہ مقام کو انبیاء، مرسلین اور ملائکہ مقربین بھی بھی نہیں پہچانتے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نہ معلوم کس خبیث نے یہ مقالہ نسبت غوث اعظم سے منسوب کردیا جس کا کہیں ثبوت نہیں۔ نہ غوث اعظم نے اپنی طرف ایسی نسبت کرنے کی جرأت کی حالانکہ قرآن حدیث سے ثابت ہے۔

کہ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اس مقالے میں تین گستاخیاں کی گئی ہیں (۱) نبی کریم ﷺ کا عشق الٰہی ناقص قرار دیا غوث اعظم اور عبادسوی کا عشق زیادہ کامل ثابت کیا (۲) علم انبیاء و مرسلین کو بہت کم ثابت کیا علم غوث اعظم کو بڑھایا گیا (۳) ملائکہ مقربین کی تحقیر کی گئی۔ اتنی گستاخیوں کے باوجود آپ اس کی تائید کررہے ہیں۔ آپ کو قرآن و حدیث سے ایسے لوگوں کا ثبوت دینا چاہیے۔ مزید آپ نے اپنی کتاب لطمۃ الغیب کے صفحہ ۳۳ پر نیاز بریلوی کا ایک شعر جاہلانہ بہت عزت واحترام سے درج فرمایا ہے

نیاز اندر جناب پاک او، از قدسیاں
باید کہ آید جبرئیل از بہر کاروبار دربانی

پھر آپ کو کچھ خیال آگیا اور بلا اجازت محض اپنے ذاتی خیال سے آید کو ناید کردیا اور

معمولی الفاظ میں سردار ملائکہ کی شان بیان کرتے ہوئے ناید لکھنے کی یہ وجہ بتائی کہ چونکہ اب جبرئیل علیہ السلام زمین پر نہیں آتے اس لئے ناید ہی درست ہے۔ گویا کہ اگر آتے ہوتے تو کاروبار دربانی کر لیتے (معاذاللہ)

آپ کی یہ توجیہ اور جبرئیل علیہ السلام کے زمین پر تشریف نہ لانے والی بات بھی غلط۔ آپ نے یہ توجیہ لکھتے وقت ذرا بھی علمی تدبر نہ فرمایا۔ دیکھیے سورہ قدر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا (الخ) احادیث وتفاسیر سے واضح ہے کہ یہاں روح سے روح الامین جبرئیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ مزید اسی کتاب لطمۃ الغیب کے صفحہ ۲۵۴ پر حدائق بخشش اول صفحہ ۹ سے تین شعر نقل کیے ہیں جن میں پہلا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

یہ تینوں اشعار دراصل نعتیہ ہیں نہ کہ منقبت کے اور غلطی سے منقبت غوث اعظم میں چھپ گئے۔ مگر یہ آپ نے تدبر کیوں نہ فرمایا جب کہ یہ سورۂ الم نشرح کی ایک آیت کی تفسیر ہے۔

یہاں آپ نے لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (فرقان: ۷۳) کا مظاہرہ کیوں نہ فرمایا۔ یہ اشعار تو کسی صورت منقبت غوث پاک ہو سکتے ہی نہیں ورنہ مخالفت قرآن مجید لازم آئے گی۔ اسی طرح اگلے صفحہ ۲۵۵ پر آپ نے حدائق بخشش دوم کے صفحہ ۱۰ سے کچھ اشعار نقل فرمائے ہیں جس میں پہلا شعر اس طرح لکھا گیا ہے:

ہزاروں تابعی سے تو فزوں تر
وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث

یہ شعر بھی کاتب کی غلطی سے اس طرح لکھا گیا ہے اور خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ کے سراسر خلاف ہے۔ اصل شعر اس طرح ہونا چاہیے: ہے تبع تابعی سے تو فزوں تر، وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث۔ کیونکہ اس سے اوپر والا شعر ہماری اس تبدیلی واصلیت کو ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلا شعر اس طرح ہے: صحابیت ہوئی پھر تابعیت، بس آگے قادری منزل ہے یا غوث۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی امام اہل سنت پہلے تو حدیث وشریعت کے مطابق شعر بنائیں اور پھر ایک دم غیر شرع خلاف شریعت پاک ایک شعر لکھ دیں اور پھر ایک نہیں دو نہیں سو یا ہزار نہیں بلکہ ہزاروں تابعی سے جس میں تقریباً سب ہی تابعین آ گئے۔ اگر کوئی شخص ہماری اس اصلی تبدیلی کو نہ مانے تو پھر قرآن حدیث یا فقہ سے ثابت کرے کہ کس تابعی کا درجہ غوث پاک سے فزوں تر نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نہ دکھا سکے گا۔ مجھے افسوس ہے آپ اتنی بڑی خاندانی موروثی علمی شخصیت ایسی چشم پوشی کر گئی ایسی چشم پوشیوں سے دو نقصان ہوتے ہیں (۱) اپنوں میں بدعقیدگی اور غیروں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس تجاوز حدود سے ہمیشہ گستاخوں اور گستاخیوں نے جنم لیا ہے۔

(۲) آپ کی ان کتابوں کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم کائنات کی ہر چیز دے سکتے ہیں (۱) اگر محی الدین ابن عربی کے والد استعانت کریں تو غوث اعظم عالم ارواح سے اپنا صلبی بیٹا بھی ان کی پیٹھ سے پیٹھ جوڑ کر منتقل کر دیتے ہیں۔ غوث اعظم میں یہ قدرت وطاقت ہے۔ اس سے آپ کا علم غیب، عالم ارواح میں اپنی اولاد کا علم (۳) عالم ارواح پر دسترس (۴) منتقل کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ سے نہ اجازت لی، نہ طلب کی بلکہ خود ہی استعانت کو سن کر اعانت فرما دی۔ اس بیٹے کا نام

محی الدین ابن عربی رکھا گیا۔ فرید الدین عطار صاحب کے پیر گمراہ ہو جائیں۔ تو فرید الدین کی استمداد و استعانت کی فریاد قبول کرتے ہوئے مافوق الاسباب دور سے پیر صاحب کو گمراہی سے بچالیں۔ اگر غوث اعظم کا مرید مشرق میں ننگا ہو جائے یا اس پر کوئی مصیبت پڑے تو آپ مغرب میں بیٹھے ہوئے اس کا ستر ڈھکا دیں اور مرید کی مصیبت دور کر دیں وغیرہ۔ ہمیں آپ کی اس عقیدت پر کوئی اعتراض نہیں نہ ان کرامات سے انکار ہے مگر انہی دو کتابوں میں انبیاء کرام مرسلین عظام علیہم السلام کی اتنی تحقیر کی گئی ہے کہ گویا انبیاء کرام علیہم السلام ایک بیکار و فضول چیز ہیں۔ نہ کچھ دے سکیں نہ کسی کی مدد کر سکیں نہ ان سے استعانت جائز نہ استمداد۔ وہ تو خود منگتے ہیں (معاذ اللہ) نہ ان سے محبت کرو۔ آپ کے نزدیک انبیاء سے استعانت و استمداد شرک ہے اور ان سے محبت کرنا خلاف توحید ہے۔ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کرام کو نام لے کر پکارا۔ یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ۔ مگر آپ کی کتاب اعانت کے صفحہ ۱۶ پر مقالۂ الہامیہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ قال یا غوث الاعظم۔ یعنی آپ کے مسلک میں غوث اعظم کی شان و عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کیونکہ رب تعالیٰ نے انبیاء کا نام لیا لیکن غوث پاک کو بڑی عظمت والے لقب سے پکارا نام لینے میں بے ادبی سمجھی۔ اور یہ کہ قرآن مجید سے زیادہ آپ کے نزدیک مقالۂ الہامیہ کا مرتبہ ہے (العیاذ باللہ)۔ جب آپ جیسے اہل علم و عقل ایسے بناوٹی مقالوں کی تائید فرمائیں گے تو پھر گستاخوں کو گستاخی غوث کا موقعہ کیوں نہ ملے گا۔ گستاخی کا موقعہ تو ایسے جھوٹے مقالے خود مہیا کر رہے ہیں اور ظالم مکاروں کی چال دیکھیے کہ اپنے کذبیات کی نسبت مقالۂ غوث کی طرف کر رہے ہیں کہ غوث پاک نے فرمایا اور اگلے الفاظ میں صراحتاً انبیاء و مرسلین سے اپنا درجہ بلند ثابت کیا۔ حالانکہ

غوث جیسی ہستی اس طرح کفریہ گستاخی نہیں بیان کر سکتے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ غوث اعظم کا درجہ تابعین کے بعد ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت مجدد ملت نے اپنے اس شعر میں بیان فرمائی۔ صحابیت ہوئی پھر تابعیت، بس آگے قادری منزل ہے یا غوث۔ یعنی تمام تابعین کا مرتبہ غوث اعظم سے زیادہ ہے۔ غوث اعظم تو ان کے دروازوں سے فیضان طریقت کے طالب ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اعلیٰ حضرت کا یہ شعر کیوں نہیں شامل کتاب کیا۔ اس سے اگلا کتابت کی غلطی والا خلاف حدیث مقدس شعر لکھ لیا۔ اس چشم پوشی سے کوئی کیا سمجھے۔ جواب دیجئے؟

(۳) آپ نے اپنی ان ہر دو کتابوں میں جگہ جگہ من دون اللہ اور غیر اللہ سے انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر اولیاء اللہ مراد لیے ہیں اور انبیاء، اولیاء کو بتوں اور کافروں کے ساتھ اعانت و امداد و استعانت و استمداد میں برابر سمجھا ہے اور کئی جگہ آپ نے صاف لفظوں میں لکھا کہ جس طرح بت اور کفار ہیں اسی طرح انبیاء اولیاء ہیں۔ نہ وہ کچھ دے سکیں نہ یہ کچھ دے سکیں۔ بتوں سے مانگنا بھی شرک ہے۔ انبیاء سے مانگنا بھی شرک ہے۔ جیسے کفار سے مانگنا بھی شرک کفر ہے۔ ایسے ہی اولیاء اللہ سے مانگنا بھی کفر شرک ہے۔ اور دلیل میں نہ آیت نہ حدیث صرف اپنا ایک شعر۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے؟ آپ کا یہ پورا عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ تمام مخلوق ماسوا اللہ ہے اور ماسوا اللہ کی تین قسمیں ہیں (۱) غیر اللہ جن کو عدو اللہ کہا جاتا ہے یعنی تمام کفار (۲) من دون اللہ جن کو معبودان باطل کہا جاتا ہے یعنی بت مورتی ہر قسم کے (۳) اولیاء اللہ جن کو محبّ اللہ اور محبوبان الٰہی کہا جاتا ہے۔ ایک غیر مشہور روایت اس طرح ہے۔ **العشق نار یحرق ماسوا اللہ**۔ ترجمہ، عشق ایسی آگ ہے جو ہر ماسوا اللہ کو تڑپا دیتی ہے۔ ۲۔ ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنہ:۱) اور سورہ انفال میں ارشاد ہے۔ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ (انفال:۶۰) ان آیتوں میں عَدُوَّ سے مراد کفار ہی ہیں اور لفظ عَدُوَّ یہاں جمع کے لئے ہے۔ ۳۔ سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۵ میں ارشاد ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ اس آیت پاک میں اندادا کا معنی باطل معبود یعنی بت مراد ہیں۔ ۴۔ سورہ انفال آیت ۳۴ میں ارشاد ہے۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اور سورہ یونس آیت ۶۲ میں ارشاد ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبین اولیاء اللہ اہل ایمان ہیں چنانچہ سورہ بقرہ آیت ۱۶۵ میں ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ قرآن مجید میں ماسوا اللہ کی اتنی قسمیں کی گئی ہیں۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ آپ کو یہ تقسیم قرآن مجید میں نظر کیوں نہیں آئی۔ سب کو ہی آپ نے من دون اللہ اور غیر اللہ بنا دیا۔ جواب دیجئے؟

(۴) آپ کی ان کتابوں کو پڑھ کر آپ کے مخالفین پانچ وجہ سے آپ کو وہابی کہتے ہیں۔ اولا اس لئے کہ آپ نے وہابی حضرات کے ایجاد کردہ الفاظ کو اپنے دین کا اساس بنایا ہے۔ وہابیوں نے سات لفظ اپنی مرضی سے اپنے دین میں ایجاد کر لیے جن کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ نہ آج تک کوئی ثبوت دے سکا۔ (۱) لفظ توحید (۲) لفظ موحد۔ کتب تصوف میں بھی وہابیوں نے ہی ان لفظوں کی ملاوٹ کی ہے۔ اولیاء اللہ خلاف قرآن و حدیث ایسے لفظ استعمال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ (۳) اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا (۴) مافوق الاسباب (۵) ماتحت الاسباب (۶) ہر چیز کو شرک کہہ دینا (۷) ہر چیز کو بدعت کہہ دینا۔ یہی وہابیت ہے آپ نے بھی یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ مقالات غوث اعظم میں لفظ توحید اور لفظ موحد کا

استعمال کرنا بھی بعد کی ملاوٹ ہے۔ بھلا غوث اعظم ایسے لفظ کیوں استعمال فرماتے جو اللہ رسول کو پسند نہیں۔ اللہ رسول کو لفظ ایمان اور لفظ مومن اور مومنین، امنوا، امنوا، مومنون مومنات پسند ہے۔ نہ کہ توحید وموحد۔ اس لئے کہ توحید کامل ایمان نہیں بلکہ ایمان کا ایک جز ہے۔ گلدستہ ایمان کا ایک پھول ہے۔ پورا ایمان یہ ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، وَمَلَائِکَتِہٖ، وَکُتُبِہٖ، وَرُسُلِہٖ، وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْجَنَّةِ الْمَوْجُوْدَةِ، وَالْجَھَنَّمِ الْمَوْجُوْدِ، لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہٖ۔ ان دس چیزوں کو ماننا ایمان ہے۔ رب تعالیٰ کو بس یہی پسند ہے۔ اگر اب بھی آپ کو لفظ توحید اور لفظ موحد سے اور دیگر ایجادات وہابیہ سے پیار ہے تو قرآن وحدیث میں یہ لفظ دکھاؤ۔ مسلمانوں کا ایمان قرآن وحدیث ہے نہ کہ مقالات غوث اعظم اور تصوف کی ملاوٹی بیہودہ کتابیں۔ مسلمانوں کو قرآن وحدیث سے ہٹانے کی کوشش نہ کرو۔ نہ کتب تصوف میں پھنسانے کی کوشش کرو۔ اسی طرح لفظ مافوق الاسباب بھی بالکل غلط بناوٹی ایجاد وہابیت ہے۔ قرآن وحدیث میں ان لفظوں کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اگر ہے تو ثبوت پیش کرو۔ خیال رہے کہ دنیا میں ابتداء سے آج تک کوئی کام کوئی چیز بھی مافوق الاسباب نہیں ہے۔ تمام اشیاء عالمین ہر زمانے میں ماتحت الاسباب ہی ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ اسباب متفرق بھی ہوتے رہے ہیں اور متبدل بھی۔ کسی کو روحانی اسباب کسی کو جسمانی کسی کو مادی وسائل کے اسباب کسی کو افلاکی وسائل کے اسباب کسی کو معجزاتی اسباب کسی کو کراماتی اسباب کسی کو سحریاتی اسباب کسی کو نوری۔ اسباب کسی کو ناری اسباب۔ بہر حال کوئی کام بھی مافوق الاسباب نہیں ہے نہ دینی، نہ دنیوی، نہ اخروی، نہ زمینی، نہ آسمانی۔ سب کام اسباب کے تحت ہو رہے ہیں۔ انبیاء، اولیاء، ملائکہ اہل دین بھی

اہل دنیا بھی اپنے اپنے کام اسباب کے تحت انجام دے رہے ہیں۔ مرور زمانہ سے اسباب بدلتے رہتے ہیں۔

وہابی کہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے پہلے مطلقاً ہر نبی ولی کو کفار اور بتوں کی مثل برابر کا درجہ دے کر ہر نبی ولی کو غیر اللہ اور من دون اللہ شمار کیا۔ پھر خود ہی مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب اور دور و نزدیک اور زندہ و مردہ کی تقسیم کر دی۔ یہ تقسیم بھی قرآن و حدیث سے ثابت کی جائے۔ پھر اولاً مطلقا ہر قسم کی اعانت استعانت امداد استمداد کو شرک کہہ دیا مگر بعد میں گھبرا کر قیدیں لگا دیں کہ زندوں سے استعانت جائز مردوں سے ناجائز نزدیک سے جائز ہے دور سے حرام ہے۔ دینی دنیوی جائز ہے روحانی حرام ہے۔ ماتحت الاسباب جائز ہے مافوق الاسباب حرام ہے۔ یہ کیسا شرک ہے کہ اس طرح جائز اس طرح حرام، اس جگہ جائز اس جگہ حرام، شرک کو بھی من مرضی کا کھیل تماشہ سمجھ لیا گیا ہے اور پھر معاذ اللہ اہل قبور کو انبیاء، اولیاء کو بھی بے جان کہہ کر بتوں کی مثل سمجھ لیا اور پھر من دون اللہ کی آیت سے انبیاء، اولیاء مراد لے کر سب اہل قبور سے استعانت کو گھر بیٹھے حرام و شرک کہہ دیا۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی تصور کہ میرا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے، میں جیسا چاہوں کروں۔ مجھے نہ کسی آیت کی ضرورت نہ روایت کی۔

حالانکہ ان تمام تقسیموں، قیدوں، شرطوں کا ثبوت قرآنی آپ پر واجب ہے:

نہ گفتہ ندارد کسے باتو کار　　ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

آپ کی یہ تقسیم صرف تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور چند دیگر اولیاء اللہ کیلئے ہے۔ غوث اعظم اور اولیاء چشت اس سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں۔ یہ آپ کے سلسلے کے اولیاء تا قیامت قبروں سے بھی استعانت کر سکتے ہیں، دور و نزدیک سے بھی۔ یاللعجب۔

وہابی سمجھنے کی تیسری وجہ: آپ نے اپنی کتاب لطمہ کے صفحہ ۲۸۸ پر لکھا ہے پیر مہر علی

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد احمد علی سہارنپوری تھے۔ اس مولوی کو پیر خانہ کہتا ہے کہ یہ بہت بڑے وہابی تھے لیکن مرید صاحب کہتے ہیں کہ نہیں احمد علی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حنفی تھے مگر صوفیاء کے خلاف تھے۔ یہ جواب غلط ہے کیونکہ ہر دیوبندی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا اور کہتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد علی بدترین گستاخ نبی وہابی تھا۔ پیر خانہ سے خواجہ اللہ بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا مگر مرید صاحب نے اپنے استاد کو حنفی اور رحمۃ اللہ علیہ کی دعا دے کر تین غلطیاں کیں (۱) پیر خانہ کی تکذیب کی (۲) گستاخ نبی کو رحمۃ اللہ علیہ کی دعا دی (۳) ناواقف عوام کو اپنے متعلق وہابیت میں مشکوک کیا۔ آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ دیوبندی اس شہر کا ہی نام نہیں رہا بلکہ ہر دیوبندی اور گستاخ شخص سراپا دیوبند ہے۔ جس دیوبندی وہابی سے کوئی پڑھے یا ان سے عقیدت رکھے وہ حقیقت میں دیوبندی وہابی ہی ہے۔ یہ جو دنیا بھر میں عوام دیوبندی اور دیوبندی خطیب بھرے پڑے ہیں خود کو بڑے فخر سے دیوبندی کہتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی شہر دیوبند کا منہ تک نہیں دیکھا مگر پھر بھی یہ دیوبندی وہابی ہیں کیونکہ دیوبند اب ایک شہر ہی نہیں ایک مذہب کا نام ہے جیسے کہ قادیان صرف شہر کا ہی نام نہیں بلکہ ایک دین باطل کا نام ہے۔ میں تو جانتا ہوں کہ حضرت پیر مہر علی ایسے نہ تھے بلکہ تاعمر دیوبندیوں، وہابیوں کی تکفیر ہی فرماتے رہے اور یہ پیر صاحب کے خلاف کذب بیانیاں مولوی فیض احمد دیوبندی وہابی کی شرارتیں ملا دتیں ہیں۔ پیر صاحب کی پرانی کتب میں یہ گستاخیاں اور وہابیت نوازیاں نہیں ہیں۔ نہ معلوم فیض احمد وہابی کس چالبازی منصوبہ سازی کے تحت دربارہ گولڑہ شریف میں داخل ہو کر پیرزادوں کا استاد بن بیٹھا جس نے آستانہ عالیہ کو وہابیت میں ملوث و مشکوک کر دیا۔ اب آپ ہزار بار کہتے رہو کہ نہیں نہیں میں وہابی نہیں اور پیر مہر علی شاہ

صاحب نے دیوبند کا منہ تک نہیں دیکھا۔ ہم پرانے لوگ تو مطمئن ہو جائیں گے اور فیض احمد کی چالبازی سے متاثر نہیں ہوں گے مگر موجودہ و آئندہ نسلیں جو آپ کی یہ کتابیں پڑھیں گی ان کو آپ کے متعلق مشکوک ہونے سے کون کہاں تک بچا سکتا ہے۔ آگے اسی صفحہ ۲۸۸ پر لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو میں کافر اور واجب القتل سمجھتا ہوں۔ لیکن اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۴ پر بحوالہ عبدالحق محدث دہلوی آپ نے لکھا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے۔ گویا آپ نے محدث دہلوی صاحب کا سہارا لے کر گستاخ دیوبندیوں وہابیوں کا تحفظ کیا ہے یا پھر ان کی گستاخی رسالت کو آپ نے کوئی برائی نہ سمجھی کیوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی ہے نہ کہ غوث پاک کی۔ اگر وہ وہابی غوث پاک کی گستاخی کرتے تو آپ پھر ان کا اہل قبلہ ہونا کبھی نہ دیکھتے بلکہ چیختے ہوئے فتوی کفر لگا دیتے۔ لیکن گستاخ نبی کی تکفیر پر آپ کو ناگواری ہے اور اہل قبلہ ہونا نظر آ گیا۔ حالانکہ اہل قبلہ تو منافقین بھی تھے اور مرزائی قادیانی بھی۔ کیا آپ ان کو مسلمان کہتے ہو۔ اس کی وضاحت کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ۔ (توبہ: ۷۳) ترجمہ "اے نبی اکرم نور مجسم کافروں اور منافقوں پر خوب سختی سے جہاد کرو۔ کسی پر قتال کا کسی پر تذلیل و تحقیر کا، تحریری بھی تقریری بھی نفرتی بھی۔ اب بتایئے قرآن مجید کی مانیں یا آپ کی اور محدث دہلوی کی اور غوث پاک کی۔ یہ لوگ حکم قرآنی سے آگے نہیں ہیں۔ آپ نے صفحہ ۲۸۶ پر بریلوی دیوبندی اختلافات کو فروعی مسائل کا اختلاف کہا ہے۔ یہ بھی آپ کی وہابیت سے محبت اور وہابیت نوازی ہے۔ اس نے بھی آپ کو مشکوک کر دیا۔ کیا گستاخی نبوت فروعی اختلاف ہے؟ محترم یہ تو کفر و اسلام اور حق و باطل والا اختلاف ہے۔ آپ نے لکھا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب ابن تیمیہ کا احترام

کرتے تھے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا بھی کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی فیض احمد وہابی کی شرارت وملاوٹ ہے مگر آپ نے تائیدی انداز میں لکھ کر سنی عوام کو پیر صاحب سے بدظن کر دیا۔

آپ کو وہابی سمجھنے کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی ان ہی کتابوں میں گستاخ وہابی اکابر کی بہت تعریف کی ہے اور تعریف کے لئے خواجہ غلام فرید چاچڑاں، پیر مہر علی شاہ کے مقالوں اور ملفوظات کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۱۰-۲۲۰ اور ۲۲۱ پر بڑی شدت سے ان گستاخوں کو مولانا اور شاہ اسماعیل شہید جیسے باعزت وصد احترام القاب سے نوازا ہے اور ادھر دوسری طرف اعلیٰ حضرت جن کو عرب وعجم نے مجدد مانا ہے اور تمام اہل سنت لوگ امام اور اعلیٰ حضرت کا لقب دیتے ہیں مگر آپ کے قلم نے نہ اعلیحضرت لکھا نہ مجدد مانا۔ اس کی وجہ یہ کہ امام اہل سنت نے انہی خبیث وہابیوں کی خباثت کے طوفان بے تمیزی اور گستاخی کی کالی آندھی کو اپنی تجدیدی کاوشوں اور کارناموں سے فنا کیا اور مسلمانوں کو وہابیت کی دیوبندی گندگی سے بچایا مگر آپ کا ان گستاخوں کی ثنا خوانی کا مقصد تو یہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اور خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات ومقالات سنتے ہی عوام مسلمان فوراً وہابیوں کی ثنا گوئی کرنے لگ جائیں گے اور ان گستاخوں کو سنی سمجھ کر وہابی کہنا چھوڑ دیں گے اور آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو جائیں گے اور یہی خبیث دیوبندیوں وہابیوں کا مقصد ہے مگر آپ کی اس تحریر کا الٹا اثر ہو رہا ہے کہ عوام مسلمان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ البتہ پیر مہر علی شاہ صاحب اور خواجہ غلام فرید صاحب کو بھی وہابی سمجھ کر متنفر ہو رہے ہیں جیسا کہ استفتاء پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سموات والارض کے آقا کو کہیں بھی اپنا آقا تسلیم نہیں کیا بلکہ درود شریف کا جملہ

بھی اکثر جگہ نہیں بلکہ وہابیوں کا ایجاد کردہ لفظ (ص) استعمال کیا۔ اس سے زیادہ وہابیت اور کیا ہوگی؟ آپ نے اللہ تعالیٰ کو آقا لکھا ہے۔ حالانکہ اللہ آقا، سیدنا، سردار اور صاحب لکھنا یا اللہ صاحب، اللہ سائیں کہنا گستاخی اور گناہ ہے۔ یہ بھی وہابیوں کی نشانی ہے، اللہ کو آقا کہنا قرآن وحدیث سے کہیں ثابت نہیں ہے، ورنہ ثابت کرو۔

(۵) آپ نے لطمہ کے صفحہ ۲۸۶ پر لکھا ہے کہ میں بریلوی نہیں۔ اس لئے کہ میں نہ مولانا احمد رضا خان کا شاگرد ہوں نہ مرید۔ گویا کہ آپ کے نزدیک کسی تعلق کے لئے صرف یہ دو ہی نسبتیں ہیں۔ تو پھر آپ حنفی کیسے ہوئے کیونکہ آپ نہ امام اعظم کے مرید ہیں نہ شاگرد۔ اور آج دنیا میں جو اتنے بہت سے عوام وخواص اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں کیا وہ دیوبند کے مرید یا شاگرد ہیں؟ محترم فی زمانہ اہل سنت کا تعارف بریلوی ہے۔

(٦) آپ نے کتاب لطمہ کے صفحہ ۳۰ پر عرسالہ شرح حاشیہ قشیریہ کی ایک عبارت لکھی ہے جس میں کسی ابوسعید خبیث وہابی کی ایک بناوٹی جھوٹی خواب کا ذکر کیا ہے کہ ابو سعید خراز کہتا ہے کہ میں نے خواب میں رسالت مآب کی زیارت کی تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے مغرور نہ سمجھیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے مجھے آپ کی محبت سے دور اور بے نیاز بے پرواہ کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے برکت والے ایک ہی بات ہے (الخ) **شغلتنی محبتک** کا ترجمہ آپ نے غلط کیا۔ یہاں دیگر ماسوی اللہ کی محبتوں کا ذکر نہیں۔ صرف پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا انکار ہے یعنی خراز کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ خرازی جملہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی بکواس کرے کہ مجھے نہ قرآن سے محبت ہے نہ اسلام سے، میرے دل میں صرف اللہ سے محبت ہے۔ آپ نے تو بڑے فخر اور تائیدی انداز میں یہ کفریہ

خواب لکھ کر اپنی عاقبت خراب کر لی۔ اگر میں ابو سعید خراز کے پاس ہوتا تو اس کی یہ خواب سنتا تو اس سے کہتا کہ اے بے ایمان تو یہ جھوٹی خواب بیان کر کے مرتد ہو گیا۔ بحکم حدیث مقدس: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ (الخ) خواب کا آخری جملہ مَنْ اَحَبَّ اللّٰہَ فَقَدْ اَحَبَّنِی۔ یہ غلط ہے، قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ کسی وہابی خبیث کا بنایا ہوا گستاخانہ جملہ ہے۔ اصل اس طرح ہے۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ۔ اگر کسی کو آقا کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت نہ ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو سکتی ہی نہیں۔ نہ قرآن مجید کی محبت اس کے دل میں ہو سکتی ہے نہ کعبے کی نہ اسلام کی۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت سب محبتوں کی چابی ہے۔ اسی طرح نئی مطبوعہ قصص الاولیاء میں حضرت رابعہ بصریہ کے حالات میں بھی کسی گستاخ وہابی نے ملاوٹ کرتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ رابعہ بصریہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا اے رابعہ کیا تم کو مجھ سے محبت ہے؟ تو رابعہ بصریہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی محبت تو خوش بختی ہے مگر میرے دل میں اللہ کی محبت اتنی سرایت کر گئی ہے کہ کسی اور کی محبت کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ (استغفر اللہ معاذ اللہ) بھلا رابعہ بصریہ کی کیا جرأت جو ایسی گستاخی کریں۔ رابعہ سے کروڑوں بلند مرتبہ تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذرہ عشق از حق طلب کی دعائیں کرتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر | بہر حق سوء غریباں یک نظر

پتہ نہیں آپ کون سی توحید لیے پھرتے ہو۔ کہ جد اعلی پیر مہر علی شاہ صاحب سے ٹوٹ کر محبت ہے۔ غوث اعظم سے اتنی بھرپور محبت کہ گستاخوں کی گستاخیاں بار بار گنائی جا رہی ہیں مگر کروڑوں غوث اعظم جن کے اشارہ ابرو سے بن جائیں ان کی محبت کے انکاری اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا بہانہ۔ کیا آپ کا دن رات والا جال دیکھ کر آپ کے

دل میں ذرا سی بھی محبت الٰہی کی جھلک نظر آتی ہے؟ یا صرف محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی بے زاری مقصود ہے اوڑھنا ہٹانا۔ آپ کی توحید صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے خلاف ہے۔ توحید سے توہین کا بہانہ ہے۔

(۷) یہی نہیں بلکہ آپ نے بعض حوالے اور مقالے اسی اپنی توحید کے بیان میں ایسے لکھ دیئے جس سے خود اللہ تعالیٰ کی سخت گستاخی اور توہین ہو رہی ہے۔ مثلاً اپنی کتاب لطمہ کے صفحہ ۱۵ پر امام غزالی کا مضمون کیمیاء سعادت کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شیر کی طرح درندہ جانو اور خود کو اس کے پنجے میں جکڑا ہوا سمجھو۔ اور اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح شیر سے ڈرتے ہو۔ شیر کے پنجے میں جو شخص اپنے آپ کو دیکھتا ہے وہ شیر سے رحم و کرم اور ظلم سے بچنے کی کوئی امید نہیں رکھتا۔ امام غزالی اس مضمون میں یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ نہ کریم، نہ رحیم، نہ غفار ہے، نہ غفور ہے، نہ اس کے غضب سے کوئی مطمئن ہو، نہ اس کے وعدوں پر کوئی اعتماد کرے۔ بس اللہ کو بھی ظالم درندہ شیر کی طرح سمجھو اور بے اعتماد رہو۔ نہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (رعد:۳۱) پر بھروسہ کرو نہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ (زمر:۷) کے وعدے کو کوئی اہمیت دو۔ نہ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقرہ:۳۸) پر توکل کرو۔ بس تا عمر اس کے جلال سے ڈرتے رہو۔ کبھی بھی اس کے جمال و رحمیت پر توجہ مت دو۔ نہ معلوم کس وقت اللہ تعالیٰ شیر درندے کی طرح تم کو پھاڑ دے۔ امام غزالی نے لکھا کہ اے داؤد مجھ سے ایسے ڈر جیسے شیر شراں سے ڈرتا ہے۔ یعنی میرے رحم و کرم غفاریت غفوریت کے وعدوں پر بھروسہ نہ کرنا۔ مجھ پر کسی وقت اعتماد نہ کر بیٹھنا، میں ظالم شیر درندہ کی مثل ہوں۔ یہ داؤد علیہ السلام سے ہی صرف فرمایا۔ نہ کسی دوسرے نبی سے نہ ولی نہ غوث سے۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ صرف داؤد علیہ السلام سے ہی یہ کیوں فرمایا اور ان کو ہی

صرف کیوں ڈرایا گیا۔ کیا خطرہ تھا داؤد علیہ السلام سے۔ آج غزالی صاحب تو ہمارے پاس نہیں۔ اگر ہوتے تو ان سے ہم پوچھتے کہ داؤد علیہ السلام والی یہ بات کون سی آیت یا روایت سے ثابت ہے۔ لیکن امام غزالی صاحب کی یہ کفریہ کذبیہ تحریر چونکہ آپ نے بڑی خوشی سے نقل کی ہے۔ لہٰذا آپ پر واجب ہے آپ اس کا ثبوت پیش کریں۔

آپ نے لطمہ کے صفحہ ۱۹ پر یحییٰ بن معاذ کا ایک قول کیمیاء سعادت کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ مومن کو اللہ سے امید و رجا میں ایسا رہنا چاہیے جیسے ایک لومڑی دو شیروں کے درمیان ہو (معاذ اللہ)۔ یہ بھی کفریہ تمثیل ہے۔ پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہر بندہ عوام خواص خاص الخاص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہر وقت ایسا سمجھے جیسے درندہ شیر کے قبضے میں۔ اور اب کہہ رہے ہیں دو شیروں کے قبضے میں اور ہر شیر ہی بے رحم درندہ ہے گویا کہ بندہ مثل لومڑی اور ایک اللہ مثل ایک شیر کے اور دوسرا مثل دوسرے شیر کے۔ دو شیروں کا معنی اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے۔ نیز بتایا جائے کہ تمہاری توحید میں دوسرا الہ کون ہے۔

(۸) آپ نے لطمہ کے صفحہ ۲۸ پر ابتلا کا عنوان باندھا ہے اور ابتلا کی وجہ اور تقسیم کی ہے۔ اس تقسیم کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیا جائے۔ حقیقتاً یہ تقسیم غلط ہے۔ بندگان خدا پر آزمائش و ابتلا کی حکمت بالغہ۔ علمی دلائل کے اعتبار سے آپ کا یہ عنوان بھی غلط ہے اور اندر کا مضمون بھی غلط۔ حکمت بالغہ بیان کردہ بھی غلط ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اس حکمت بالغہ و تقسیم کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیں۔ خیال رہے کہ اس ابتلا الٰہیہ کی تقسیم کو آزمائش کہنا ہی درست نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے مبتلا کرنا اور مبتلا کا معنی ہے کسی مصیبت میں ڈالنا اور ہر بندے کی ابتلا کی وجہ مختلف نوعیت کی ہے۔ دنیا میں بندے چار قسم کے ہیں (۱) کفار (۲) فساق (۳) اولیا متقین (۴) انبیاء کرام علیہم

السلام۔ کفار کا ابتلا ایسا ہے جیسے چولہے میں لکڑی۔ فساق کا ابتلا جیسے سنارے کی بھٹی میں سونے کو ڈالنا کہ پگھلا کر میل کچیل ملاوٹ نکال دی جائے (۳) متقین کا ابتلا ایسا ہے جیسے رنگساز کے کھولتے رنگ میں کپڑا ڈال دیا جائے کہ رنگ چڑھ جائے۔ انبیائے کرام کا ابتلا ان تینوں سے مختلف ہے۔ انبیاء کرام کی شان تحمل، قوت، برداشت، طاقت استقامت اور عظمت استقلال بتانے دکھانے کے لئے ہوتا ہے۔

آپ کی بیان کردہ حکمت بالغہ میں گستاخی انبیاء کرام علیہم السلام عیاں ہے۔ آپ کی کتاب میں اخص الخواص کی ابتلا کی وجہ بیان کرتے ہوئے دائمی مشاہدہ، مستقل حضوری، ماسوی اللہ سے کلیۃ انقطاع، ہر لمحہ ہر لحظہ ہر آن ان کے انوار قلبیہ اور تجلیات روحانیہ میں ترقی تاکہ قرب حضوری کا انہیں درجہ عطا کیا جائے کہ ان کی نظر ہر ہر آن جمال مطلق پر ٹھہری رہے۔ اگر اخص الخواص سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تو اس تقسیم میں قرآن وحدیث کی چھ طرح مخالفت اور گستاخیاں ہیں (۱) آپ نے لکھا ابتلا انبیاء کی ایک وجہ ماسوا اللہ سے انقطاع کلیہ مگر حدیث قرآن سے ثابت ہے مخلوق الٰہی سے انقطاع کلی حرام ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام اور انقطاع کلی رہبانیت ہے۔ اسی کو ترک دنیا کہتے ہیں (۲) آپ کی یہ تقسیم بتا رہی ہے کہ تجلیات کا دائمی مشاہدہ مستقل حضوری ہر آن انوار و تجلیات کی ترقی قرب حضور اور ہر آن جمال مطلق پر نظر رہنا انبیاء کو بغیر ابتلا حاصل نہیں۔ آپ کی یہ باتیں سب گستاخی ہیں۔ حضرت اگر آپ کو کتابیں لکھنے کا اتنا ہی شوق ہے تو ذرا علم وعرفان کی عینک کسی کامل سے لگوالو۔ آپ کی اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ کہ اگر یہ ابتلا انبیاء نہ ہوتو انبیاء بھی عوام کی طرح دوری حضوری کے اندھیروں میں بھٹکتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں کھولے تاکہ شان نبوت کی معرفت ملے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے ثابت ہو رہا ہے کہ انبیاء کرام عالم

ارواح سے ہی دائمی حضوری مستقل مشاہدے اور قرب حضوری کے اعلیٰ مقام پر ہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ازل حادث سے ہی قرب حضوری کے ارفع مقام پر ہیں بلکہ نبی اکرم تو انوار و تجلیات مشاہدات صفات قدیم کے قاسم اعظم ہیں مگر آپ عجیب ہیں کہ فرق مراتب ہی نہیں جانتے حالانکہ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ رہا کلیۃ ماسوا اللہ سے انقطاع۔ یہ تو عام مسلمان کے لئے بھی حرام ہے چہ جائیکہ انبیاء کرام علیہم السلام۔ یہ تو مبعوث ہی اس لئے ہوتے ہیں کہ مخلوق میں رہیں اور ماسوی اللہ سے تعلق جوڑیں رکھیں بلکہ مخلوق کو خالق سے ملائیں۔ کیا آپ کو اب تک یہ مسئلہ بھی کسی نے نہ بتایا۔ حیرت ہے ابھی آپ کا علم بہت کمزور معلوم ہوتا ہے۔

آپ کی کتاب اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت پر مختصر تبصرہ

☆☆☆☆☆

(۹) آپ نے ہر ماسوا اللہ سے مانگنے کو شرک اور نرا حرام کہا اور ہر مانگنے کو دعا سمجھا ہے حالانکہ آپ کی یہ بات قرآن وحدیث کے فرمودات کے خلاف ہے کیونکہ شریعت میں مانگنا دو قسم کا ہے (۱) بطریقہ دعا۔ یہ عبادت ہے۔ دعا کے دو طریقے ہیں۔ اولاً نماز کی حالت میں کچھ مانگنا اسی کو حدیث مقدس میں الدعا مخ العبادت فرمایا گیا۔ دعا کو مخ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی مخ مغز اور سنگ ہڈی کے اندر ہوتا ہے۔ اسی طرح دعا بھی نماز کے اندر والی مراد ہے۔ ہر دعا کو مخ العبادت کہنا بے علمی ہے۔ دعا کا دوسرا طریقہ کسی کو معبود سمجھ کر یا معطی ذاتی سمجھ کر مانگنا۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنا دعا ہے اور ہر دعا عبادت ہے۔ دعا بیرون نماز مانگنے کا طریقہ احادیث میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف ہتھیلیاں کرے اپنے سینے تک ہاتھ اٹھائے۔ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ ہر چیز دینی و دنیوی اس انداز سے مانگنا دعا ہے۔ دعا

کو ختم کر کے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے۔ اس طریقے کے بغیر صرف منہ سے عرض کرنا اور اللہ سے اپنے لفظوں میں یا مسنون لفظوں میں کچھ مانگنا ورد وظیفہ کہلاتا ہے۔ مانگنے کی دوسری قسم ہے سوال۔ یہ مانگنا دعا اور عبادت نہیں اور اس طرح سوال ہر شخص جاندار سے جائز ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی اولیاء اللہ سے بھی حیات دنیوی میں بھی حیات برزخی میں بھی۔ عوام مسلمان سے زندوں سے کفار زندوں سے بھی۔ یہ بھی حدیث وقرآن سے ثابت ہے کہ انبیاء، اولیاء دنیا میں بھی زندہ برزخ میں بھی زندہ۔ کفار قبروں میں مردہ عام مومن قبروں میں سوئے ہوئے ہیں۔ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ، انبیاء، اولیاء دنیا میں بھی داتا، مشکل کشا، قبور میں بھی۔ جیسا کہ غوث اعظم کے لئے آپ نے بھی کئی جگہ لکھا ہے مگر انبیاء کے لئے آپ منکر ہیں حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ دیکھیے ایک جگہ رب تعالیٰ نے تمام بندوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بھیجا ہے اور دوسری آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ:۱۰)۔ اے پیارے حبیب سائلوں کو ہم بھیج رہے ہیں۔ آپ ان کو جھڑک کر منع نہ فرمائیں بلکہ جو سائل جو مانگے آپ دے دیں کیونکہ یہ تمام آسمانی زمینی مخلوق آپ کی عیال ہے اور ہم نے آپ کو وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى (الضحیٰ:۸)۔ اتنی بڑی عال وعیال والا پایا۔ اس لئے سموات والارض سے زیادہ غنی کر دیا۔ زمینوں آسمانوں کی ضروریات آپ کو دے دیں۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض آپ آسمانوں کے بھی بادشاہ اور قاسم رزق ہیں۔ اسی لئے دو وزیر آسمانوں میں دو زمین میں۔ غرضکہ بطریقہ سوال ہر شخص سے مانگنا جائز ہے اور آپ خود اور آپ کے بزرگوں میں سے ہر ایک ایک دوسرے سے مانگ رہا ہے۔ امتی نبی سے غلام بن کر اور نبی امتی سے آقا بن کر۔ کوئی خادم بن کر مانگ رہا ہے کوئی مخدوم بن کر، کوئی حاکم بن کر کوئی محکوم بن کر،

کوئی ڈاکٹر بن کر کوئی مریض بن کر، کوئی تاجر بن کر کوئی خریدار بن کر، کوئی پیر بن کر کوئی مرید بن کر، کوئی استاد بن کر کوئی شاگرد بن کر، کوئی والدین بن کر کوئی اولاد بن کر، غرضکہ یہ مانگنے کا سلسلہ قانون فطرت کے مطابق دن رات جاری ہے۔ وہابی بھی ایک دوسرے سے مانگ رہے ہیں سنی بھی اولیاء اللہ بھی، مخلوق سے مانگ رہے ہیں، عقیدت مند بھی، نہ کوئی شرک کہتا ہے نہ کوئی حرام، یہی رب تعالیٰ کا نظام قدرت ہے۔ اسی نظام پر دنیا قائم۔ یہی سب کا عملی نمونہ ہے مگر قلم سے کہا جاتا ہے یہ مانگنا شرک ہے حرام ہے۔ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے؟ آپ کے بقول آپ کے بزرگوں کا قلم بھی یہی کہتا ہے مگر آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا عمل اس ماسوا اللہ سے مانگنے کو جائز کہہ رہا ہے۔ کیا قلمی دین اور ہے عملی اور؟ اگر ماسوا اللہ سے مانگنا شرک ہے تو قرآن وحدیث سے صراحتاً ممانعت دکھائی اور عمل بھی دکھایا جائے کہ نمک بھی مسجد میں اور روٹی سالن بھی۔ یہ کیسا شرک ہے کہ حاکم حکیم داد و دوا دیں نبی کچھ نہ دیں۔

(۱۰) تمثیل۔ مولی علی نے فرمایا کہ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا رب تعالیٰ سے مانگنا ایسا ہے جیسا ملک کے ڈپو والوں کا شاہی خزانے سے مانگنا اور امتیوں کا نبی علیہ السلام سے مانگنا ایسا ہے جیسا عوام کا ڈپوؤں سے مانگنا۔ ہر شخص شاہی خزانے کے پاس تک نہیں جا سکتا نہ بلاواسطہ بادشاہ سے مانگ سکتا ہے اس لئے بادشاہ نے جگہ جگہ اپنے ڈپو بنا دیئے اور اپنے خاص عملے کو ان ڈپوؤں کا مالک و قاسم بنا دیا تو اب ڈپوؤں سے اور ڈپو والوں سے سوال و فریاد کرنا بادشاہ سے ہی مانگنا ہے۔ بلاتشبیہ یوں سمجھو کہ رب تعالیٰ نے اپنی رحمتوں، برکتوں، نعمتوں کے ڈپو جگہ جگہ بنا دیئے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو ان ڈپوؤں کا مالک و قاسم بنا دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی برانچیں اولیاء اللہ کے سپرد کر دیں ہم امتیوں کو ڈپوؤں سے لینے کی ہدایت الٰہی قرآن و

حدیث سے مل گئی۔ تو جس طرح دنیوی ڈپوؤں کے پاس جانا اور ڈپو والے حکام و مالکان سے کچھ مانگنا بادشاہ سے ہی مانگنا ہے اسی طرح انبیاء اولیاء کے آستانوں مزاروں سے مانگنا اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے۔ یہی معنی ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا۔ یعنی اے اللہ ہم تیرے ہی بنائے ہوئے انبیاء اولیاء کے آستانوں سے مدد مانگتے ہیں۔ تیرے دشمنوں سے نہیں مانگتے۔ پیاروں اور دوستوں سے مانگتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ڈپو چھوڑ کر بادشاہ کے پاس جا کر کہے کہ میں آپ کے ڈپوؤں سے نہیں مانگتا بلکہ مجھے آپ خود دو تو پھر وہ جوتے جھڑک ہی کھائے گا اور جس طرح ڈپو والے کا خزانہ شاہی سے مانگنا عوام رعایا کے لئے ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کا رب تعالیٰ سے رحمت، برکت، نعمت، ہدایت، مغفرت، سعادت، کرامت، عاقبت، عبادت مانگنا امتیوں کے لئے ہی ہے۔ خود انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے لئے بار بار مانگنے کی ضرورت نہیں ان کو تو رب تعالیٰ نے عالم ازل میں ہی نبوت رسالت کے ساتھ ہی سب کچھ دے دیا تھا۔ اب ان کی سب دعائیں فقط امت کے لئے ہیں۔

آپ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی دن ڈپو والے کو بادشاہ سے ڈپو کے راشن کی بوریاں بھر کر راشن مانگتے دیکھے اور محلے میں آ کر شور مچا دے کہ کوئی ڈپو پر نہ جائے: والے سے نہ مانگے اور شاعری شروع کر دے کہ کیوں مانگ رہے ہو مانگنے ۔ سے۔ ارے لوگو تم اس سے کیوں مانگ رہے ہو۔ کل میں نے خود اس کو بادشاہ اور شاہی خزانے سے مانگتا دیکھا ہے مگر ایسا کوئی نہیں کہتا کیونکہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ ڈپو والے کے مانگنے اور محلے والوں کے مانگنے میں فرق ہے۔ عوام ڈپو والے کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح انبیاء کے مانگنے اور امتی کے مانگنے میں فرق ہے۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ شعر

برتو او پا شد تو بر ما   تا ابد یہ سلسلہ ہے

(۱۱) آپ نے ایک جگہ غوث پاک کی اپنے بیٹے کو نصیحت کے الفاظ لکھے۔ اس میں بزرگوں کے احترام کا تو ذکر ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی قسم کے تعلق کا کوئی ذکر نہیں۔ ایک جگہ آپ نے بلھے شاہ کے شعروں کا ذکر کیا جن میں صرف لا الہ الا اللہ ہے محمد رسول اللہ کا کوئی ذکر نہیں۔ آپ کی اس تحریر سے کون خوش ہوا۔ ثبوت دو۔

(۱۲) آپ نے صفحہ ۱۱ پر مولی علی شیر خدا مشکل کشا کا ایک قول نقل فرمایا ہے جس کا نتیجہ آپ نے لکھا ہے کہ کسی شخصیت کا کلام تنقید و اعتراض سے بالا نہیں۔ اور یہ عقیدہ ضروری ہے۔ آپ کی یہ بات ادھوری ہے۔ آپ کو یہ بھی قید لگانی چاہیے تھی کہ بشرطیکہ تنقید اور اعتراض کرنے والا عالم متبحر ہو اور تنقید و اعتراض شرعی دلائل سے کرے حدود شریعت میں رہ کر۔ ہرایرہ غیرہ جاہل پاگل کو تنقید و اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۱۳) آپ نے اپنی کتاب اعانت کے صفحے ۵ پر لکھا ہے کہ عزیر و مسیح کی مثالی صورتیں جہنم میں ڈالی جائیں گی۔ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کرو۔

(۱۴) آپ نے صفحہ ۱۲ پر لکھا تیغ لا در قتل غیر حق براند۔ یہ شعر درست ہے مگر آپ کا ترجمہ کفریہ ہے۔ شعر میں غیر حق یعنی الہ و معبود باطل کا قتل مراد ہے لیکن غیر حق سے ماسوا اللہ، اللہ کے سوا سب کے قتل میں یہ آپ نے ترجمہ کیا یہ بددیانتی کیوں کی گئی۔ اس میں تو محمد رسول اللہ بھی آپ نے شامل کر لیا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ کو ماسوا اللہ کئی بار آپ نے کہا ہے۔ اس کفر کا جواز ثابت کرو۔

(۱۵) آپ نے صفحہ ۸ پر معطی کی تقسیم بلا دلیل فرمائی ہے (۱) معطی حقیقی (۲) معطی مجازی۔ اس تقسیم کو قرآن حدیث سے ثابت کرو۔ اصلی تقسیم ہے (۱) معطی ذاتی (۲) معطی عطائی یعنی قاسم۔ یہ حدیث سے ثابت ہے۔

(۱۶) آپ نے صفحہ ۴۳ پر پیر مہر علی شاہ صاحب کے حوالے سے اولیاء، انبیاء کی قبور کو بت کہا ہے۔ مودودی صاحب نے ایک بار گنبد خضرٰی کو صنم اکبر کہا تھا۔ اس پر مودودی کو وہابی کہا گیا۔ بتائیے کہ مودودی اور پیر صاحب میں کیا فرق رہا۔ نیز آپ نے تو افعل کذا و یعمل کو بت پرست کا شرک کہا۔ اور پیر صاحب قبلہ کو بھی اس قول میں شامل کر لیا حالانکہ ایک بار خواجہ قمر الدین صاحب نے اپنے مرید سید عبد الغنی شاہ صاحب کے گھر گجرات میں ختم غوثیہ پڑھا اور پھر ایک بار آپ کے دادا محترم بابو جی صاحب نے مولانا مبارک صاحب کی مسجد میں ختم غوثیہ پڑا۔ میں ان دونوں محفلوں میں حاضر و ناظر موجود تھا۔ ختم غوثیہ میں امداد کن امداد کن از ہر بلا آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر۔ اور وقت امداد یا شہ بغداد رس بفریاد۔ وغیرہ یہ استعانت و استمداد کے الفاظ موجود ہیں۔ بتائیے کیا یہ بھی افعل کذا اور مشابهت بعبادۃ الاوثان ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وجہ فرق بتائی جائے۔

(۱۷) آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انما انا قاسم سے مراد فقط مال غنیمت تقسیم کرنا ہے۔ اور شارحین کی شرح دلیل میں پیش کی۔ آپ سے پہلے وہابی مصنفین ایسی ہی بوگس دلیلیں لکھتے رہے جن کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ آپ کے دلائل کی روش بھی ان کی ہی مثل ہے یا ان کی کتب سے ہی ماخوذ ہے۔ اس شرح کا جواب یہ ہے کہ شارحین نے اس حدیث پاک کا شان نزول بتایا ہے۔ قاسمیت کو مال غنیمت تک محدود نہیں فرمایا۔ اگر قاسمیت محدود مانی جائے تو معطٰیت الٰہی بھی محدود ماننی پڑے گی۔ کیونکہ باقاعدہ نحویہ جملہ معطوفہ ہے اور ایک حصر کے تحت ہے یعنی انما انا قاسم واللہ معطی۔ واؤ عاطفہ کی وجہ سے انما کا حصر دونوں پر قائم ہو گیا اور ترجمہ اس طرح بنا میں فقط قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ معطی ہے۔ میں معطی نہیں اللہ تعالیٰ کسی نعمت کا قاسم

نہیں۔ اب اگر اس کو شان نزول تک محدود مانا جائے تو دونوں کو محدود ماننا پڑے گا۔ تقسیم نبوی کو بھی عطاء الٰہی کو بھی۔ اور پھر بات یہاں تک ہی نہ رہے گی بلکہ قرآن مجید کی تمام آیات کو شان نزول تک محدود ماننا پڑے گا کیونکہ احکام شریعت کی تمام آیتیں اور حدیثیں کسی نہ کسی شان نزول والی ہیں۔ نماز روزہ وضو تیمّم وغیرہ۔ اب اگر ان کو شان نزول تک محدود کر دیا جائے تو پھر صحابہ کرام پر ہی فرض واجب ہوئے باقی سب کی چھٹی ہو گئی لہٰذا محترم سنی بنو اور سنی علماء کے فرمودات کی اتباع کرو۔ وہابیوں کی دلیلوں پر سہارے اختیار نہ کرو ورنہ پھر ہر حکم سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ انما انا قاسم کا معنی بھی ہے تا قیامت تمام نعمتوں کو بانٹنے والا اور معطی کا معنی بھی تمام نعمتوں کو عطا فرمانے والا۔ اللہ تعالیٰ کسی نعمت کا قاسم نہیں بلکہ ہر نعمت رحمت برکت کے قاسم مقرر فرما دیئے ہیں۔ آسمانوں میں بھی زمین میں بھی۔ سورۃ زخرف کی آیت ۳۲ میں مفسرین یہی فرماتے ہیں اور اگر انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے یہی مطلب نکالا جائے کہ کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے تو کل کوئی بد بخت یہ بھی کہہ دے گا کہ اللہ بھی بندوں سے مانگ رہا ہے چنانچہ سورۃ مائدہ آیت ۱۲ اور سورۃ حدید آیت ۱۸ اور سورۃ تغابن آیت ۱۷ اور سورۃ بقرہ آیت ۲۴۵ اور سورۃ حدید اور سورۃ مزمل آیت ۲۰ میں اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا کے الفاظ اللہ تعالیٰ قرضہ مانگ رہا ہے تو پھر کیوں مانگ رہے ہو مانگنے والے سے کا شعر پڑھ کر وہاں بھی منکر بن جاؤ۔

(۱۸) ایک صفحہ پر آپ نے شفاعت ذنوب کا انکار کیا ہے اور شفاعت کبریٰ کو شفاعت حساب قرار دیا ہے اور تلاش شفیع والوں میں کفار کو بھی شامل کیا ہے اس کا بھی ثبوت دو۔

(۱۹) کتاب اعانت کے صفحے ۳۶ پر قبر والوں کو بے جان لکھا ہے اور صفحہ ۱۴۱ پر قبر

والوں سے ہمکلامی کا ذکر بھی لکھا ہے۔ بے جان ہو جانے کا ثبوت دو کہ اولیاء، انبیاء، شہداء قبروں میں بے جان پڑے ہیں۔

(۲۰) آپ نے صفحہ ۴۸ پر اصنام اور اولیاء اللہ کو برابر لکھا ہے کہ قیامت میں ایک جیسے ہوں گے مگر قرآن مجید میں اصنام کو رجس ونجس فرمایا گیا مگر اولیاء اللہ کو مطھرین و متطھرین اور لاخوف علیھم فرمایا گیا ہے۔ آپ قرآن وحدیث سے برابری کا ثبوت دیں۔

(۲۱) آپ نے صفحہ ۵۳ پر استعینو بالصبر والصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ یہ حکم یہودیوں کو ہے حالانکہ اس سے پہلے ساتھ ہی ہے یا ایھا الذین امنوا استعینو بالصبر والصلوۃ۔ آپ کو نظر کیوں نہ آئے۔ صبر ونماز سے استعانت عملی ہے جیسے کوئی معذور سے کہے کہ سوٹی پکڑ کر چلو۔

(۲۲) آپ نے صفحہ ۶۸ پر اور ۶۹ پر ایسی چشم پوشیاں فرمائی ہیں کہ حیرت وافسوس ہوتا ہے۔ فان اللہ ھو مولی (الخ) اس میں آپ نے اللہ پر کچھ سوال کیے ہیں اور آپ کو یہاں بھی اعانت کا انکار ہے۔ ارے اللہ کے بندو سوال یہ نہیں کہ کس قسم کی مدد کون کرتا ہے کیونکہ آپ کے نزدیک ہر قسم کی اعانت ماسوا اللہ شرک ہے لہٰذا سوال یہ ہے ماسوا اللہ کی مدد کا ذکر قرآن میں ہوا کہ نہیں۔ اب اس پر آپ کے ٹوٹے پھوٹے سوالات بالکل بیکار ہیں۔ مولیٰ کے جتنے بھی معنی ہوں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہاں ایک ہی معنی میں ہے یعنی مددگار۔ ظہیر کا معنی بھی مددگار ہی ہے۔ خواہ مخواہ کی میں نہ مانوں والی آنکھ مچولی آپ جیسی ذی عقل شخصیات کو زیبا نہیں۔ بلاوجہ صفحات سیاہ کر کے ادھر ادھر جھانکنے اور سہارے ڈھونڈھنے سے لوگ سمجھیں گے آپ گھبرا رہے ہیں۔ بعض کہیں گے کہ مولوی آں باشد کہ چپ نہ شود۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ امتی بھی نبی کی مدد کرسکتا ہے اور اس طرح کے الفاظ اب تک تو یہی شور مچایا جاتا تھا۔ اس طرح کے الفاظ بداخلاقی میں شمار ہوتے ہیں۔ دیکھیے حضرت: حضرت جبرئیل اور ملائکہ اور مومنین کی مدد۔ خادمانہ حیثیت کی مدد ہے۔ آپ کا خادم آپ کی مدد کرسکتا ہے تو نبی کریم آقاء کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدام اور تمام آسمانی زمینی امتی آپ کی مدد کرسکتے ہیں۔ خدمت کرنا خدمت لینا بھی اعانت واستعانت ہی ہوتی ہے۔ اگر آپ اب بھی نہیں مانتے تو اس آیت کریمہ کا معنی آپ بیان فرمائیں گے مگر ذہنی اختراع سے نہیں احادیث کے صریحی الفاظ سے۔ نیز آپ نے لکھا کہ جبرئیل اللہ کے اذن سے مدد کرتے ہیں۔ لیکن پہلے آپ نے لکھا کہ اعانت ماسوا اللہ شرک ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ اللہ کی اذن سے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ شرک کرنے کی اجازت دے سکتا ہے اور اذن کا لفظ آپ نے کہاں سے نکالا۔ اس کا بھی ثبوت دو۔ صرف احادیث سے۔ شعروشاعری اور مقالات وملفوظات نہ چلیں گے۔

(۲۳) آپ نے صفحہ ۶۹ پر حدیث ربیعہ میں دو چشم پوشیاں فرمائیں (۱) اَعِنِّی کا معنی کیا کہ میں اللہ سے دلواؤں گا۔ اس کا بھی حدیث وقرآن سے صریحی ثبوت دیا جائے۔ آپ کے نزدیک نبی کریم دے نہیں سکتے دلوانے میں اعنی فرمایا۔ یہ سب باتیں آپ کی ذہنی اختراع ہے۔ حقیقت میں دینا ہی ثابت ہو رہا ہے۔ دوم یہ کہ اعنی کا معنی آپ نے قطعاً غلط کیا۔ اعنی دلوانے کے لئے نہیں بلکہ مرافقت کی شان پیدا کرنے کے لئے ہے۔ یعنی اے ربیعہ میری مرافقت حاصل کرنے کے لئے صرف صحابیت کافی نہیں بلکہ نوافل سے اپنے آپ کو پہلے خوب منور بنالو۔ تب میں مرافقت کی خادمیت کا شرف تم کو بخشوں گا۔ اعنی کی دنیوی مثال اس طرح سمجھو کہ ایک بندہ دیگ کے پاس بیٹھا تبرک بانٹ رہا ہے۔ ایک گدا کہتا ہے مجھے بھی دیجئے۔ تو مالک کہتا

ہے کہ جاؤ پہلے منہ ہاتھ دھولو محفل میں بیٹھنے کے لائق بن جاؤ۔ میری بات مان کر مجھ سے تعاون کرو تب میں تم کو تبرک دوں گا۔ نیز جس وقت حضرت ربیعہ نے عرض کیا تھا اسئلک۔ تو یہ بقول آپ کے کہنا اور مانگنا ہی شرک تھا۔ کیا ربیعہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن رات رب تعالیٰ سے مانگتے ہوئے نہ دیکھتے تھے۔ ان کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ۔ کیوں مانگ رہا ہوں مانگنے والے سے۔ نیز اگر یہ مانگنا شرک ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اس شرک سے منع کیوں نہ کیا۔ توبہ اور تجدید ایمان کیوں نہ کرایا۔ آج چودہ صدیوں بعد گولڑے کے ایک پیرزادے کو اللہ کے شرک کی فکر لگ گئی ہے اور توڑ موڑ کر کے دینے کو دلوانا بنا رہا ہے۔ اس کا بھی ثبوت دو۔

(۲۴) آپ نے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے کہ کیا حضرت گولڑوی کی شخصیت سند کی حیثیت نہیں رکھتی؟ اقول رکھتی ہے بشرطیکہ ان کی ذاتی تصنیفات پرانا مطبوعہ سے یہ حوالے دکھاؤ۔ نئے مطبوعوں اور مہر منیر وملفوظات میں خیانتیں ملاوٹیں کر دی گئی ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہابیوں کی تعظیم کریں اور سنیوں کے لئے سند بن جائیں۔ اہل سنت کے لئے صرف اعلیٰ حضرت بریلوی اور ٹھوس سنی علما ہی سند ہیں۔

(۲۵) آپ نے صفحہ ۷۲ اور ۷۵ پر بھی چشم پوشیاں کی ہیں۔ ۷۲ دعا کو واجب لکھا ہے حالانکہ ہر دعا مانگنا مستحب ہے۔ نماز میں بھی تشہد کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ بیرون نماز بھی دعا مانگنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔ لیکن آپ نے واجب لکھا۔ لہٰذا آپ کتب فقہ سے ثبوت دیجئے۔

(۲۶) صفحہ ۷۵ پر ہے کہ جب آدمی کے دل سے نور توحید کی نعمت سلب کر لی جاتی ہے۔ اقول۔ یہ نور توحید کیا چیز ہے؟ اس کا ثبوت دو۔ جب لفظ توحید ہی ثابت نہیں ہے تو نور توحید کہاں سے آگیا۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کا وظیفہ بالکل برحق اور تجربہ شدہ ہے۔

یہ اولیاء اللہ کے وظائف میں شامل ہے اور قرآن وحدیث سے اس کے اشارے ملتے ہیں۔ یہ انسان اولیاء اللہ ابدال کے مرتبے پر فائز ہیں۔ یہ دور و نزدیک سے ہر طرح سن لیتے ہیں اور آن واحد میں مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ میرا ذاتی بھی تجربہ ہے اگر رب تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہمارے لئے امداد کے یہ ڈپو اور قاسم امداد مقرر فرمادیئے ہیں تو کسی کو تکلیف نہ ہونی چاہیے۔ آپ کو بھی اللہ کی اتنی فکر نہ ستانی چاہیے۔ اس سے اگر کسی کی توحید بگڑتی ہے تو بگڑنے دو لیکن ایمان اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

(۲۷) صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے۔ انبیاء، اولیاء چونکہ اپنی عبادت پر راضی نہیں ہوتے اس لئے ان کو عذاب جہنم ہوگا نہ وہ جہنم میں جائیں۔

اقول۔ بت بھی تو راضی نہیں ہوتے بلکہ وہ بے خبر بھی ہوتے ہیں آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ بہتر تھا کہ کتاب سوچ کر لکھی جاتی اور اس فرق کا ثبوت دو۔

(۲۸) صفحہ ۹۶ پر مرشدوں سے نفرت اور بیکار سمجھا گیا ہے۔ تو پھر تم نے اور پردادا نے پیری مریدی کیوں شروع کی۔ مرشد کچھ کر ہی نہیں سکتا تو اس کی ضرورت کیا ہے۔ بقول آپ کے استعانت ماسوا اللہ شرک ہے تو بیعت اور تعویذ دم کرنا سب شرک ہو گئے۔ آپ روزانہ یہ شرک کیوں کرتے ہو؟ آپ نے صفحہ ۹۸ پر لکھا کہ بتوں کی تذلیل مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے پجاریوں کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ آپ کی یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ آپ قرآن وحدیث کا علم حاصل کریں۔ بتوں کو قرآن میں گندگی فرمایا گیا ہے۔

(۲۹) آپ نے صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (مائدہ:۱۱۶) کا خطاب جلال خطاب عتاب آمیز ہے۔ لہٰذا یہ بھی قرآن وحدیث سے ثابت کیا جائے۔ حقیقتاً یہ خطاب صرف شہادت لینے کے لئے ہے اور یہ خطاب عادلانہ ہے نہ کہ عتابانہ۔ اس

کو عتابانہ خطاب کہنا اللہ تعالیٰ کی تین گستاخیاں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی بے خبری (۲) اللہ تعالیٰ کی وعدہ خلافی لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ (الخ، زمر: ۷) کے خلاف (۳) آپ نے اللہ تعالیٰ کو جذباتی مانا ہے (معاذ اللہ)۔ توبہ کرو یا عتاب کا ثبوت دو۔

(۳۰) آپ نے صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ جن انبیاء کو ابن اللہ کہا گیا یا ان کی مورتیاں پوجی گئیں ان کے نہ چاہتے ہوئے تو وہ یقیناً کسی عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ اس سے آگے آپ نے لکھا۔ البتہ جلال خداوندی کے تحت ان سے بھی پوچھ گچھ ضرور ہوگی اور وہ اسی خیال سے لرزہ براندام ہوں گے (الخ) (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ یہاں آپ نے تین گستاخیاں کیں (۱) آج آپ کو یقین ہے کہ کسی عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے مگر انبیاء کو علم نہیں اور اللہ پر یقین نہیں گویا آپ کا علم انبیاء سے زیادہ ہے (۲) آپ کے اس جملے نے کہ انبیاء اولیاء لرزہ براندام ہوں گے اس اندیشے سے کہ کہیں جاہل مقتدین کی کارستانیوں کی وجہ سے وہ عتاب الٰہی کی زد میں نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ کی گستاخی کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا جلال بے انصاف ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (زمر: ۷) کا کوئی خیال نہیں۔ یہ وعدہ بے اعتبار ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ (یونس: ۶۲) کا وعدہ بھی فضول ہے۔ اللہ وعدہ خلاف ہے (۳) آپ نے اس ایمان سوز کذب بیانی میں قرآن مجید کی بہت سی آیات کو جھٹلا دیا۔ ان تینوں گستاخیوں کا ثبوت دیجئے۔ افسوس ہے کہ ایک بدبخت غوث اعظم کی گستاخی کرتا ہے تو آپ چیخ پڑتے ہو بار بار گستاخیاں گناتے ہو مگر خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولان مکرم اور قرآن مجید کی گستاخیاں کرتے چلے جارہے ہو مگر نہ توحید بگڑے نہ ایمان جائے۔ نہ کوئی سند نہ ثبوت۔

(۳۱) آپ نے صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ کوئی نبی کسی کو شرک کرنے کا حکم نہیں دے سکتا

لیکن صفحہ ۴۹ پر آپ نے وَادْعُوْا شُھَدَآءَکُمْ (بقرہ: ۲۳) سے جواز استعانت کو نہ مان کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کی اجازت دے رہا ہے۔ مزید صفحہ ۵۱ پر جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے آپ لکھ رہے ہیں وادعوا میں وڈیرے، سردار وغیرہ سے اعانت و مدد طلب کرو۔ ان کو بلاؤ حالانکہ وڈیرے سردار مراد نہیں بلکہ عرب فصحا بلغا شعرا اور عربی لغت کے علما کو شہدا فرمایا گیا۔ وڈیروں و سرداروں کو تو استعانت کا حکم واذان دیا جا رہا ہے نہ کہ اعانت کا۔ اعانت تو شعرا فصحا نے کرنی ہے۔ یہ محض تعریض نہیں بلکہ تعریض کہنا رب کی گستاخی ہے کیونکہ یہاں محض تعریض کا مطلب نکالنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا وادعوا فرمانا محض جھوٹ موٹ ہے اصل اذن نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میں فلاں وقت تم سے جھوٹ موٹ فلاں بات کہوں گا مگر تم کرنا مت کیونکہ وہ بات کرنا شرک ہے۔ بولیے کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو بھی بھول بھلیوں اور الجھنوں میں ڈالنے والا مذاق باز سمجھ رکھا ہے۔ کیا یہ رب کی گستاخی نہیں اور اگر اس کو اذن استعانت ہی مانا جائے جیسا کہ آپ نے صفحہ ۵۱ کی سطر ۱۳ پر کچھ گوش و ہوش سے کام لیتے ہوئے علی وجہ التسلیم کے لفظوں سے مان بھی لیا ہے تو کیا رب تعالیٰ کفار کو شرک کی اجازت دے رہا ہے۔ ذرا صاف عقل اور ٹھنڈے دل سے سوچ کر جواب دو اور اگر جواب نہ دے سکو تو اس تحریر سے توبہ کرو۔

(۳۲) آپ نے صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ نجران کے عیسائیوں نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تردید و تکذیب فرمائی لیکن صفحہ ۱۰۳ پر آپ نے لکھا کہ انبیاء سے عتابانہ خطاب ہوگا اور انبیاء اندیشہ عتاب سے لرزہ براندام ہوں گے۔ گویا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ دنیا کی یہ تردید و تکذیب آخرت میں بھول جائے گا۔ اپنے ایمانی قلم

ہے اس کا جواب دو ورنہ محترم خدا کے لئے کچھ تو ایمان بچالو۔

(۳۳) آپ نے صفحہ ۱۱۱ پر افلانسجدلک کا ترجمہ لکھا ہے۔ ہم آپ کو امتیازی سلام بصورت سجدہ کریں؟ اس ترجمہ کا ثبوت دیجئے یا کیا یہ آپ نے اہل سنت کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر طنز کیا ہے؟

(۳۴) آپ نے صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ نبی کریم نے کہیں نہیں فرمایا کہ مجھ سے بھی مانگ لیا کرو۔ اقول۔ حیرت ہے آپ کی یادداشت پر۔ ابھی پچھلے صفحہ ۶۹ پر حدیث پاک لکھی ہے۔ فَقَالَ لِیْ سَلْ، فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ۔ قَالَ اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ مگر صفحہ ۱۱۳ پر اپنی اس تحریر سے انکار بھی کیا۔ آپ اپنی اس ذہنی کمزوری سے قارئین کو اپنے متعلق یہ بتانا چاہتے ہیں کہ۔ دروغ گورا حافظہ نباشد!

(۳۵) آپ نے صفحہ ۱۱۷ پر لکھا ہے کہ غوث اعظم نے فرمایا۔ بجز خدا کسی سے نہ مانگو مگر آپ نے ہی اپنی لطمہ کتاب میں لکھا ہے محی الدین ابن عربی کے والد نے آپ سے بیٹا مانگا تو آپ نے ان کی بیوی کے بطن میں بیٹا دے دیا جس کا نام محی الدین ابن عربی مشہور ہوا اور غوث اعظم مشرق ومغرب میں ہر مرید کی مدد فرمادیتے ہیں اور آپ کے دادا اور آپ کے پیر خانے کے بزرگ امداد کن کے ختم غوثیہ ساری عمر پڑھتے رہے۔ صفحہ ۱۲۱ پر آپ نے لکھا ہے کہ دم درود تعویذات کرتا دیتا ہوں تو کیا یہ سب کچھ شرک نہیں یا صرف آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا ہی آپ کو شرک نظر آتا ہے اور صرف یہیں پر توحید پھڑکتی ہے؟

(۳۶) آپ نے پچھلے ایک صفحے پر لکھا ہے کہ غوث اعظم کو غوثیت وقطبیت کا مقام اور ابراہیم علیہ السلام کو جو امامت وخلیلیت کا مقام اور تذکرہ عوام تا قیامت اور نماز میں درود ابراہیمی یہ سب کچھ اس لئے ملا کہ جس طرح آپ نے توحید پھیلائی کسی نے نہ

پھیلائی۔ اقول۔ آپ کی اس پوری تحریر میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و گستاخی ہوتی ہے۔ آپ پر واجب ہے کہ اس کا بھی قرآن وحدیث سے ثبوت دیں۔
بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ تمام مراتب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہیں کیونکہ آپ جد امجد ہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

۱۰-۱۲-۲۰۰۳

ایک وضاحت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت اقوامی کی یہ شان ہے کہ ہر مسلم غیر مسلم آپ سے محبت کرتا ہے۔ اسی محبت کی وجہ سے یہود نے کہا۔ ابراہیم یہودی تھے عیسائیوں نے کہا ابراہیم عیسائی تھے۔ مشرکین نے کہا ابراہیم مشرک تھے۔ دیوبندی وہابیوں نے کہا ابراہیم موحد تھے مگر رب تعالیٰ نے سب کی تردید وتکذیب فرماتے ہوئے فرمایا تم سب جھوٹے ہو۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ (آل عمران: ٦٧) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سچے پکے مسلمان مومن تھے۔ خبردار کوئی شخص ان کو کسی اور لفظ سے نہ پکارے۔ اپنے القاب اپنے پاس ہی رکھو۔

کچھ نجی ضروری باتیں

ہم اہل سنت لوگ کافی عرصہ سے محسوس کر رہے ہیں کہ کچھ دشمن لوگ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو خلاف شریعت اور خلاف اہل سنت باتوں کو اس آستانے کی طرف منسوب کر کے بدنام ومشکوک کر رہے ہیں مثلاً (۱) کافی زمانہ پہلے مشہور کیا گیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب تفضیلی شیعہ ہیں کیونکہ مولی علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دیتے ہیں (۲) پھر مشہور کیا گیا کہ پیر صاحب کالے خضاب کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ احادیث میں حرام فرمایا گیا ہے (۳) پھر کہا گیا کہ پیر صاحب فوٹو تصویر بنوانے کو جائز قرار دیتے ہیں خود بھی کھنچواتے بنواتے رہے، بابو جی بھی بنواتے رہے بلکہ عرس کے موقع پر ایک سٹال پر خود پیر صاحب اور اہل خاندان صاحبزادگان کی فوٹو فروشی حکما کی جاتی ہے (۴) یہ بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ مونچھیں بڑھانے اور داڑھی چار انگل سنت موکدہ سے کم رکھنے

کا عام رواج اور جواز کہا جاتا ہے (۵) اور آپ یعنی نصیر الدین نصیر صاحب اپنی شاعری اور اپنی تمام تصنیفات کو تخلیقات کہتے ہوئے خود خالق شاعری و تصنیفات بنتے ہیں۔ کیا یہ کہنا لکھنا اور سمجھنا خالق تعالیٰ سے شرک نہیں؟ حالانکہ شاعری کو تخلیق شاعر کہنا شرعاً گناہ بھی ہے اور عربی لغت کے خلاف بھی۔ ان پانچ باتوں میں کچھ باتوں کا مشاہدہ بھی ہو رہا ہے ان کا جواب دے کر مطمئن فرمائیے۔ فقط والسلام مع الاکرام

منجانب مفتی دار العلوم غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

آخری اور دوسرا خط برائے یاد دہانی

محترم عزیزم جناب صاحبزادہ نصیر الدین صاحب نصیر صاحبزادہ گولڑہ شریف آستانہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ اس سے قبل آپ کو ایک خط مع ایک استفتا ارسال کیا گیا ہے جو آپ کو تقریباً نو مارچ ۲۰۰۴ء کو وصول ہو چکا ہے۔ اس میں آپ سے کچھ سوالات کیے گئے تھے آپ ہی کی دو کتابوں کے بارے میں چند سائلین حضرات نے ایک استفتاء کے ذریعے مجھ سے فتویٰ طلب کیا تھا۔ میں نے آداب فتوی کے بموجب آپ کو اطلاع دی تھی تا کہ آپ کا دلائل والا جواب موصول ہو تو اس پر غور کیا جائے۔ اس خط میں ایک ماہ کی مہلت بھی دی گئی ہے لیکن آج دو ماہ گزر گئے ہیں کہ آپ کی جانب سے کسی قسم کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ سائلین حضرات بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ شرعی فتویٰ جلد بھیجا جائے۔ میں ان سے یہی کہہ رہا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب مصروف آدمی ہیں جواب میں دیر بھی لگ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے جواب تیار کر رہے ہوں۔ سائلین میں سے ایک نے مجھ سے یہ کہا کہ انتظار بیکار ہے وقت ہی ضائع کرنا ہے۔ آپ کے خط کا وہ کبھی جواب نہیں دے سکتے کیونکہ وہاں قلم ہے علم نہیں ہے مگر میں ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے بجائے ایک ماہ کے دو ماہ انتظار کرنے کے بعد آپ کو یہ دوسرا خط لکھ رہا ہوں تا کہ آپ مجھ کو بتائیں کہ آپ پہلے خط کے جواب کے لئے مزید مہلت چاہتے ہیں یا جواب دینا ہی نہیں چاہتے یا سائل کی یہ بات کہ قلم موجود علم مفقود والی بات درست ہے۔ اس خط کے آپ کو ملنے کے بعد مزید آٹھ دن انتظار کیا جائے گا۔ اگر اب بھی آپ کی طرف سے کوئی کسی قسم کا جواب نہ ملا تو پھر میں شرعی فتوی جاری کر دوں گا۔ میرا کام صرف آپ کو اطلاع دینا اور

آپ کا موقف و مافی الضمیر معلوم کرنا تھا۔ یہ میرا فرض تھا۔ اگر آپ کا عقیدہ آپ کے ذہن وظاہری عمل تک رہتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ یہ آپ کا ذاتی عقیدہ ہوتا لیکن چونکہ آپ نے یہ کتابیں شائع کر کے لوگوں کو بھی اس عقیدے کی طرف لانے کی کوشش کی ہے اس لئے اس کا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے سائلین نے سوال بھیجا اور اسی لئے فتوی طلب کیا اور اسی لئے میں نے آپ کے عقیدے پر آپ کے دلائل معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ نگفتہ ندارد کسے باتو کار، ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار! اس خط کا جواب نہ آنے کی صورت میں اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کے پاس خط کا کوئی علمی جواب نہیں ہے اور جن ۳۶ باتوں کے ثبوت اس خط میں طلب کیے گئے ہیں وہ آپ کے پاس نہیں ہیں۔ فقط والسلام، منتظر جواب

صاحبزادہ اقتدار احمد خان قادری بدایونی مفتی دار العلوم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ ۲۰۰۴-۵-۹

اس ایڈریس پر اپنا خط بھیجئے۔

Mufti-e-islam Iqtidar

Ahmad Khan

32 Grange Park Road,

Leyton London E10 5EP

الدرایہ

فی

تحقیق الروایہ

اصولِ حدیث

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور

تصانیف حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر نور العرفان	حاشیہ قرآن مجید مع ترجمہ اعلیٰ حضرت کنز الایمان شریف
تفسیر نعیمی	تفسیر القرآن اول تا گیارہ
جاء الحق	اختلافی مسائل پر لاجواب کتاب (رَدِّ وہابیت)
شان حبیب الرحمٰن	آیات قرآن مجید سے شان مصطفےٰ ﷺ کا بیان
علم القرآن	ترجمہ قرآن مجید کے قواعدِ اصولیہ۔ جس سے غلط یا صحیح ترجمہ کی پہچان ہو سکتی ہے
مراۃ شرح مشکوٰۃ	مشکوٰۃ شریف کی بے مثال شرح حکیم الامت کے شاہکار قلم سے نکلی ہوئی سادہ اور سلیس (۸ جلد)
رسائل نعیمیہ	حکیم الامت کے آٹھ رسائل، دیوان سالک، رسالہ نور، سلطنت مصطفےٰ، الکلام المقبول، ایک اسلام، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں، اسرار الاحکام، درس القرآن کا مجموعہ
مواعظ نعیمیہ	حکیم الامت کے چند معرکۃ الآراء وعظوں کا مجموعہ
اسلامی زندگی	موجودہ معاشرے کی غلط رسومات کی نشاندہی اور صحیح اسلامی طرز زندگی کا بیان
رحمت خدا بوسیلہ اولیاء	وسیلہ اولیاء کے متعلق قرآن و حدیث و سلف صالحین سے ناقابل تردید دلائل
حضرت امیر معاویہ	حضرت امیر معاویہ کے مناقب و حالات کی تحقیق اور اُن کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ
علم المیراث	میراث کی شرعی تقسیم اور اس کے قوانین کا اردو زبان میں آسان اور عام فہم بیان
معلم تقریر	علم تقریر پر خطباء اور طلباء کی رہنمائی فرمائی گئی ہے
سلطنت مصطفےٰ	کائنات میں نبی پاک ﷺ کے اختیارات کا بیان اور مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب
فتاویٰ نعیمیہ	حکیم الامت کے مختصر فتاویٰ جات کا مجموعہ جو کہ آپ نے مختلف موقعوں پر جاری فرمائے (ایک جلد)
سفرنامے	پاکستان سے حجاز مقدس تک بذریعہ بس سفر کے حالات و بیت المقدس وغیرہ کی زیارات و حالات
حالات زندگی	حکیم الامت کی سوانح حیات پر میسور یونیورسٹی ہندوستان میں کی گئی پی ایچ ڈی کا مقالہ

نعیمی کتب خانہ

ناشر

نعیمی کتب خانہ

۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار۔ لاہور